

بسم الله الرحمن الرحيم الصلوة و السلام عليك يا رسول الله
تخلیق نوری محمدی پر قرآن و احادیث اور علماء امت اور مخالفین کے ارشادات

﴿..... نو الانوار هو النبی المختار صلی الله علیه وسلم.....﴾

موضوع	:	”نور محمدی ﷺ“ کا انکار کیوں؟
مرتب	:	احمد رضا قادری عطاری سلطانپوری
ماخذ	:	کتب علماء اہل سنت و جماعت

﴿انتساب﴾

میں اپنے اس مجموعہ ﴿..... نو الانوار هو النبی المختار صلی الله علیه وسلم.....﴾

کو حصول برکت، خاتمہ ایمان و بخشش کیلئے حضور نور، نور علی نور، شفیع معظم، نور مجسم، شتم المرسلین، شفیع المذمومین، راحت العاشقین، زمزمہ العالمین، مدنی تاجدار و درکات فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات، منبع کمالات، ہاڈن اللہ مختار کائنات، خلاصہ موجودات، حبیب کبریا، مالک ہر دوسرا، شفیع روز جزا، رازدار رب العلاء، ”احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ“ ﷺ کی بارگاہ یکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

راجہ مریدہ دؤنہ

(صدر رضا عطاری قادری رضوی سلطانپوری)

﴿عقیدہ نور و بشر کی وضاحت﴾

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ ہی ”نور و تخلیق“ نور ہے یعنی حقیقت محمدیہ ﷺ کو اللہ عزوجل نے سب سے پہلے نور سے پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ کی حقیقت و تخلیق نور ہے۔ لیکن کوئی بھی مسلمان نوری محمدی ﷺ کو اللہ عزوجل کے نور کا حصہ یا جز تسلیم نہیں کرتا اور آپ ﷺ پیداؤش کا اعتبار سے افضل البشر ہیں۔ آپ ﷺ دنیا میں انسان، بندے، عبد، بشری کی شکل میں تشریف لائے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیدا ہوئے اس لحاظ سے آپ ﷺ اولاد آدم میں سے ہیں۔ تمام اکابرین اہلسنت نہ صرف آپ کی بشریت کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کو کامل و افضل البشر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی بشریت بھی نہایت پاک و صاف بہ طور و پاکیزہ اور بے شمار خصائص و کمالات کے حامل ہیں حتیٰ کہ باوجود لباس بشریت میں موجود ہونے کے جس و جنوی نور ہیں اور ان نوروں کو پھیلاتے بھی ہیں۔

﴿بے مثل بشریت متفقہ علیہ عقیدہ ہے﴾

اس موضوع میں بنیادی گفتگویہ ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں کیونکہ قرآن مجید برہان رشیدی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ کے دلائل سے نبی پاک ﷺ کا بے مثل بشر ہونا ثابت ہے۔ اس لئے اہل سنت و جماعت نبی پاک ﷺ کو افضل البشر، بے مثل بشر نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ ”جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے، قال تعالیٰ قل صبیحن ربی هل كنت الا بشرا موصولا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم فرما دیا کی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ کتاب السیر۔ جدید) لہذا بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بے مثل بشریت پر سنی، وہابی، دیوبندی، اہلحدیث وغیرہ سب کا اتفاق ہے۔ آج دن تک کسی سنی عالم دین نے اپنے کسی فتویٰ میں، کسی کتاب میں یا کسی تحریر میں یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ بشر نہیں یا ہم حضور ﷺ کو بے مثل بشر تسلیم نہیں کرتے۔ پس بشریت رسول ﷺ نہ اختلافی مسئلہ ہے اور

نہ کسی کو اس سے انکار ہے۔

﴿— اصل اختلاف نورانیت محمدی —﴾

بے مثل بشریت متفقہ عقیدہ ہے لہذا بشریت رسولؐ پر اختلاف ہی نہیں بلکہ قیادی اختلاف تو آپؐ کی نورانیت کے حلقے ہے ہم اہل سنت و جماعت حقیقت محمدیؐ کو اولیت و تخلیق کے اعتبار سے نور مانتے ہیں اور مخالفین لوگ (دہائی) حضورؐ کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں۔ اب اصولی طور پر بحث کا قانون تو یہ ہے کہ جس نسبت میں اختلاف ہو اس نسبت کے مدعی کیلئے اپنے دعوے پر دلیل پیش کرنا ضروری ہے اور منکر (مدعی علیہ) کیلئے اپنے انکار پر دلیل ضروری ہے۔

پس قارئین کرام! آپ اس قانون و اصول کو سمجھ لیجئے کیونکہ منکرین اس موضوع پر اصول و قانون کی ہمیشہ مخالفت کرتا ہے اور نورانیت پر بحث کی بجائے اتفاقی مسئلہ یعنی بے مثل بشریت پر بحث چھیڑ دیتا ہے۔ کیونکہ بشریت ایک اتفاقی مسئلہ ہے، اس پر کسی فریق کو اختلاف ہی نہیں۔ لہذا اس پر دلائل قائم کرنا مخالفین کی بے اصولی بحث ہے۔ کیونکہ اختلاف تو نورانیت کے موضوع پر ہے۔

لہذا اصولی طور پر ہمارے ذمہ آپؐ کے نورانیت کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں اور مخالفین کے ذمہ آپؐ کے نورانیت کے رد پر دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نورانیت محمدیؐ کے ثبوت پر ”قد جاء کم من اللہ نور و مثل نوره کعشکوۃ سراجا منیرا اور اول ما خلق اللہ نوری و هو نور نبیک یا جابر خلقہ اللہ“ وغیرہ آیات و احادیث بیان کرتے ہیں۔ اب اصولی طور پر مخالفین کے ذمہ ایسے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ ہم نے نبی کریمؐ کو نور نہیں بنایا یا نبی پاکؐ نے فرمایا ہو کہ میں نور نہیں، یا صحابہ کرامؓ نے ہی سرکارؐ کے بارے میں فرمایا ہو کہ آپؐ نور نہیں تھے۔ اس قسم کے دلائل منکرین کے دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں یا ان کے انکار کی دلیل بن سکتے ہیں۔

لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں کوئی ایک ایسی آیت موجود نہیں کہ جس میں کہا گیا ہو کہ ”ما ارسلناک نوراً“۔ ہم نے آپؐ کو نور بنا کر نہیں بھیجا۔ ”ما کوئی ایسی حدیث شریف موجود نہیں ہے جس میں یہ عالمؐ نے فرمایا ہو کہ ”کسٹ پتور“ میں نور نہیں ہوں۔ ”ما نور نہ کسی صحابی کا کوئی ایسا اثر موجود ہے جس میں ہو کہ ”ما کان نبی نوراً“۔ ہمارے نبی نور نہیں ہیں۔

چونکہ اصولی طور پر وہابیہ مخالفین کے پاس اپنے منوقف (یعنی نورانیت کے رد) پر کوئی دلیل سرے سے موجود ہی نہیں ہے لہذا وہ غلط بحث کرتے ہوئے اصل موضوع نورانیت سے ہٹ جاتے ہیں اور بشریت کی آیات پر حنا شروع کر دیتے ہیں۔ لہذا یاد رہے کہ اس موضوع پر جب بھی کسی منکر سے گفتگو ہو تو اس اصول پر سختی سے عمل کریں اور جب وہ نورانیت کے موضوع کی بجائے بشریت پر دلیل پیش کرنا شروع کرے تو اس کی غلطی کو فوراً پکڑیں اور موضوع سے ہٹ کر ایک لفظ بھی نہ بولنے دیں۔ کیونکہ جس بات میں اتفاق ہو اس پر دلیل پیش نہیں کی جاسکتی کیونکہ بے مثل بشریت ہمارا قطعی عقیدہ ہے لہذا اس پر دلیل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا منکرین کے ذمہ نور نہ ہونے پر عدم نورانیت پر دلیل قائم کرنے ہیں نہ کہ بشریت کو ثابت کرنا۔ اس اصول کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالیجئے۔

الحمد للہ عز و جل۔ بندہ ماجیز نے اس کتاب میں وہابیہ کے ان تمام اعتراضات کے جوابات تحریر کر دیئے ہیں جو وہ مناظروں اور تحریرات میں کرتے ہیں۔ اگر آپ اس کتاب کو صحیح طرح سمجھ کر مطالعہ کریں گے تو یقیناً آپ کے سامنے کوئی شیخ نجد منکر ٹھہر نہیں پائے گا۔ یہ چند حوالہ جات بندہ ماجیز نے علماء اہل سنت کی کتب سے جمع کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے مناظر الاسلام حضرت علامہ عمر اچھروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”مقیاس نور“، ضیاء اللہ قادری صاحب کی کتاب ”انوار الحمد“، اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب ”تنویر الابصار“ یا علامہ نور محمد قادری صاحب کی کتاب ”نورانی موعظ“، فیض احمد اویسی کی ”اول ما خلق اللہ نوری“ اور انہی کی ”حضورؐ کا حسی نور“ اور علامہ صاحبزادہ قاضی محمد رشید چشتی صاحب کی کتاب ”نور بین“ کا لازمی مطالعہ کیجئے۔

بندہ ماجیز اہل سنت کا ایک عام ادنیٰ سافر و خادم ہے لہذا میری کم علمی یا ناگہمی کی وجہ سے اگر کوئی ایسی بات صادر ہو گئی ہو جو کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو یا کسی حوالہ کو درج کرنے میں غلطی ہو گئی ہو تو علماء اہل سنت سے التجا ہے کہ لازماً متوجہ کیجئے۔ انشاء اللہ عز و جل درست کر کے رجوع کیا جائے گا۔ تاہم ایسی کسی بھی غلطی کی ذمہ داری مسلک اہل سنت پر نہیں، بلکہ میری کم علمی یا ناگہمی کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ اللہ عز و جل سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو میرے پیارے نورانی آقاؐ کے صدقے قبول و منظور فرماتے ہوئے مقبولیت کے درجہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجا النبی الامینؐ۔

بندہ ماجیز (دینی سنت کا روحانی حوالہ)

(محمد رضا خان پوری مدظلہ العالی پوری پھانسی رضوی)

﴿قد جاءكم من الله نور﴾

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين۔ ”تحقیق تمہارے پاس آگیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

وضاحت: ”قد جاءكم“ بے شک تشریف لایا۔ کلمہ ”قد“ سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کو موکد کیا تا کہ شک نہ رہے تشریف لانا بتاتا ہے کہ آپ پہلے موجود تھے پھر تشریف لائے۔ ”کم“ ضمیر مخاطب ہے یعنی تمہارے ہر ایک کے پاس تشریف لایا۔ ”نور“ مصدر ہے، مصدر کا معنی جائے صدور یعنی نکلنے کی جگہ۔ نور پر توین ہے اور التوین للتعظیم، توین تعظیم کے لئے بھی آتی ہے، یعنی آپ ﷺ تمام نوروں کا منبع اور ساری خدائی کے سلطان ہیں۔

تفاسیر کے مطابق اس آیت میں ”نور“ سے مراد ذات نبی پاک ﷺ اور کتاب مبین سے مراد ”قرآن پاک“ ہے۔ ”نور و کتاب مبین“ کے درمیان واو ”عاطفہ“ ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغایرت چاہتی ہے۔ کتاب مبین سے مراد قرآن ہے اسلئے نور سے مراد قرآن نہیں ہو سکتا ورنہ واو عاطفہ کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ہی ہے اللہ نور السموات و الارض، اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ یہاں ”السموات والارض“ میں بھی ”واو“ ہے جو دونوں کو الگ کر دیتا ہے۔ لہذا نور اور ہے اور کتاب مبین اور ہے۔ دونوں ایک نہیں ہیں۔

خود دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ”یہاں نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں۔ یہاں نور سے مراد ذات باریکات ﷺ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی ”قد جاءکم رسولنا“ فرمایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ ”جاءکم“ کا قائل ایک ہو۔ (رسالہ انوار صفحہ ۳۱)

(۱) تفسیر ابن عباس میں سید المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں ”قد جاء من الله نور رسول يحيى محمدا“ بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور رسول یعنی محمد ﷺ۔ (تفسیر ابن عباس)۔

قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر میں صحابی رسول سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نور سے مراد نبی پاک ﷺ کی ذات کو لیا ہے۔ اور کسی صحابی کی تفسیر کا رتبہ، وجہ اور حیثیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں غیر مقلدین ائمہ محدثین کے مولانا عبد الغفور اثری صاحب کا حوالہ پیش خدمت ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ”اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی آیت کی تفسیر قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں میں نہ ملے تو اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ تفسیر قرآن کو بہت زیادہ جانتے تھے، دارالعلوم المکرمیہ (۲) کے فارغ التحصیل و سند یافتہ عالم تھے اس وقت کے قرائن و احوال کا علم ان کو ہی ہو سکتا ہے وہ زمانہ نزول وحی میں موجود تھے علاوہ ازیں فہم نام، علم صحیح اور صالح العمل سے آراستہ تھے ان سے یہ امر بالکل بعید ہے کہ وہ بغیر رسول اللہ ﷺ سے سنے اور دیکھے کسی آیت کی تفسیر میں اپنے عقلی کھوڑے واڑائیں کیونکہ مفسرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ قرآن مجید کی تفسیر میں اپنی طرف سے عقلی طور پر کچھ کہنا دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنا رہا ہے۔ مصلہ کتب تفاسیر و احادیث وغیرہا۔ (ندائے یامحمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۲)۔

جدا آگے لکھتے ہیں ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) یعنی ہم (صحابہ) میں سے جب کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے دس آیات کا سبق لیتا تو آگے نہ بڑھتا جب تک کہ ان کا معنی و مفہوم اور طریق عمل نہ سمجھ لیتا۔ تفسیر القرآن العظیم ج ۳ ص ۳ (ندائے یامحمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۲) پس معلوم ہوا کہ صحابی کی تفسیر مسلم ہے بلکہ اثری صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ”یہ بات مسلم ہے کہ کسی آیت کے شان نزول یا مفہوم بیان کرنے میں صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حدیث مرفوعہ کی مانند ہی ہے۔ چنانچہ امام محمد بن عبد اللہ المعروف حاکم غیثا پوری المتوفی ۴۰۵ھ رقمطراز ہیں ”تفسیر الصحابی عندہما مسند“ یعنی امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ اور امام مسلم المتوفی ۲۶۱ھ کے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر مسند اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔ (متدرک حاکم ج ۱ ص ۱۲۳) جلد مزید لکھا کہ امام اسماعیل بن کثیر دمشقی المتوفی ۴۰۳ھ لکھتے ہیں ”تفسیر الصحابی فی حکم المرفوع عند کثیر من العلماء یعنی اکثر علماء کے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۳)۔

جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں ”تفسیر الصحابی مرفوع“ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ تدریب الراوی فی شرح تدریب الراوی صفحہ ۱۱۵۔ (ندائے یامحمد ﷺ کی تحقیق صفحہ ۳۵)

پس معلوم ہوا کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیسے صحابی تھے اہل علم خوب جانتے ہیں۔ پس صحابی کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہاں نور سے مراد محمد ﷺ ہی ہیں۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف باغی درکار یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

(۲) تفسیر سراج حسنی میں امام محمد ثربنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”قد جاء من الله نور هو محمد علیہ الصلوۃ والسلام“ بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نور وہ نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (تفسیر سراج المنیر صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ نولکھور) نوٹ: تفسیر سراج منیر کا حوالہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی الملحد ریش نے اپنی کتاب سراج منیر میں بھی درج کیا (دیکھئے سراج منیر صفحہ ۵۶)

(۳) تفسیر روح المعانی میں امام محمود آلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”قد جاء من الله نور اى عظيم و هو نوالانوار والنبی المختار صلى الله عليه وسلم“ بیچک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور جو کہ عظیم نور ہے اور وہ نور الانوار نبی المختار ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۹۷)

(۴) تفسیر صاوی میں امام احمد الصاوی فرماتے ہیں کہ ”قد جاء من الله نور هو النبي صلى الله عليه وسلم وسمى نورا لانه ينور البصائر ويهد بها الارشاد ولانه اصل كل نور حسی و معوی“ بیچک آگیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور، اور وہ نور نبی اکرم ہیں، آپ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ دلوں کو نور بصیرت بخشتے ہیں اور ان کو ارشاد فرما کر ہدایت دیتے ہیں کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں۔ (تفسیر صاوی جلد ۱)

(۵) تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”بے شک آگیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب مبین قیل المراد بالاول و هو الرسول صلى الله عليه وسلم وبالثاني القرآن“ مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد ہیں اور دوسرا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے (روح البیان ج ۲ ص ۳۶۹)

جلیل فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ کا نام نور اس لئے رکھا گیا کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو نور سے سب سے اول ظاہر فرمایا اور وہ نور محمد ہی ہیں“ کما قال اول ما خلق الله نوری“ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے (روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰)

علماء دیوبند و تبلیغی جماعت کے مولوی ذکر یا سہارنپوری (مصنف فضائل اعمال و فضائل صدقات وغیرہ) نے اپنی کتابوں (یعنی تبلیغی نصاب، فضائل درویش شریف وغیرہ) میں اسی تفسیر روح البیان کو بار بار بطور حوالہ پیش کیا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ تبلیغی جماعت والوں کے ذکر یا صاحب کے نزدیک یہ تفسیر معتبر و پسندیدہ ہے ورنہ اگر یہ تفسیر ضعیف یا غیر معتبر ہوتی تو ہرگز اس کا حوالہ نہ بیان کرتے۔ لہذا اب یہ کہنا کہ تفسیر روح البیان ضعیف ہے کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے؟ جب اپنی علماء دیوبند کی اپنی باری آئے تو اس کو قبول کر لیں اور اپنی کتابوں میں اس کے حوالہ جات درج کریں اور جب ہم سنی بیان کریں تو اس کو ضعیف کہہ کر رو کر دیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے؟

(۶) تفسیر بیضاوی میں امام عبدالرحمن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”قد جاء کم من الله نور ویرید بالنور محمد ا صلى الله عليه وسلم“ نور سے مراد محمد رسول اللہ ہیں (بیضاوی)

(۷) تفسیر معالم التنزیل میں امام ابو محمد الحسین الفراء اللبغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”بے شک آگیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ“ (تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ ص ۲۳ بحاشیہ تفسیر خازن)

(۸) تفسیر جلالین میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”بے شک آگیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور“ هو النبی ﷺ ”وہ نبی پاک ہیں۔ (جلالین صفحہ ۷۷)

تفسیر جلالین تمام مسالک (دوبابیہ) کے درس نظامی میں بھی پڑھائی جاتی ہے ہر مولوی سنی، وہابی، الملحد ریش نجدی اپنے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے یہی پڑھتا ہے کہ نور سے محمد ﷺ مراد ہیں مگر وہابیہ باہر نکل کر حاصل کردہ تعلیم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ پڑھتا کچھ اور ہے لیکن کہتا کچھ اور ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

(۹) تفسیر حسینی میں علامہ معین الدین واعظ کا شفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”گفتہ اند نو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است و کتاب مبین قرآن است“ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نور حضرت رسالت پناہ ہیں اور کتاب مبین قرآن پاک ہے۔

(۱۰) تفسیر کبیر میں امام مفر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”ان المراد بالنور محمد ﷺ“ بیچک نور سے مراد محمد ہیں۔ (تفسیر کبیر) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے تفسیر کبیر کو بے مثل تفسیر لکھا (تفسیر واضح البیان ۳۰۸) ۱۲۷۱ھ وہابیہ الملحد کے حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ امام رازی کا پایہ علوم آئید اور عالیہ خصوصاً علم تفسیر میں اہل علم پر مخفی نہیں (درایت تفسیری ۹۷)

(۱۱) تفسیر ابواسعد و میں امام ابواسعد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”بے شک آگیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“ قیل المراد بالاول و هو الرسول صلى الله عليه وسلم وبالثاني القرآن“ مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد ہیں اور دوسرا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے (تفسیر ابواسعد ج ۲ بحاشیہ تفسیر کبیر)

(۱۲) تفسیر قادری میں اسی آیت کے تحت یہ بھی ہے کہ ”مفسرین کرام نے کہا ہے کہ نور حضرت محمد ﷺ ہیں اور کتاب مبین قرآن شریف ہے (تفسیر قادری ۲۱۶/۲۱۷)

(۱۳) شفاء شریف میں امام محدث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام ہی قرآن پاک میں نور اور دریا منیر رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیشک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ (شفاء شریف جلد ۱) قارئین کرام! یاد رہے کہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی ابراہیم میرسیالکوٹی نے شفاء شریف کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔ (سراج منیر صفحہ ۵۰۔ بحوالہ انوار الہمد یہ ص ۴۴) اور قاضی سیدان منصور پوری نے قاضی عیاض کے متعلق لکھا کہ عیاض بن موسیٰ صوبہ غرماطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقیہ، تفسیر، حدیث و سائر علوم کے امام تھے (رحمۃ العالمین ج ۲ ص ۲۵۰)

(۱۴) شرح شفاء شریف میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ”ای المراد بالنور محمد ﷺ“ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (شرح شفاء ما زمل علی قاری جلد ۱ ص ۵۰۵) (۱۵) شرح شفاء شریف میں امام شہاب الدین بخاری فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام نور رکھا اور فرمایا ”تحقیق آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب یمن“ اور کہا گیا ہے کہ نور سے مراد اس آیت میں حضور ﷺ ہیں۔ (شرح شفاء از شہاب الدین البخاری جلد ۲ ص ۴۲۸) اسی ضمیمہ الریاض شرح شفاء میں ہے ”قد نطق القرآن بانه النور مبین و کوله بشر الا منا فیه کما توهم فان فہمت فہو نور علی نور فان السور فہو ظاہر لنفسہ المظہر لغیرہ“ اور بیشک قرآن پاک کا مطلق ہے کہ حضور ﷺ اور یمن ہیں اور حضور ﷺ کا بشر ہوا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا ہے پس اگر تو سمجھ تو وہ ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں کیونکہ اسے نور کہتے ہیں۔ ”جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو“۔ (ضمیمہ الریاض جلد ۲ ص ۳۱۹)

اس عبارت سے وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب بھی آگیا کہ بشریت اور نور کیسے جمع ہو سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ نور بشریت کے منافی ہرگز نہیں۔ (۱۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ”اللہ پاک نے آپ ﷺ کا نام قایت وجہ کی روشنی کی وجہ سے نور اور چمکانے والا آفتاب رکھا کیونکہ آپ کی وجہ سے قرب و موصول کے طریقے روشن ہوئے اور آپ کے جمال اور کمال سے آنکھیں اور دل روشن ہو گئے جیسا کہ فرمایا ”قد جاءکم من اللہ رسول و کتاب یمن“ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۷۶) (۱۷) عارف باللہ قطب کبیر احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ جو نہ صرف عالم فاضل تھے بلکہ وقت کے قطب کبیر تھے آپ کے ایک مرید نے اللہ العزیز ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے اپنے مرشد سیدی احمد بن ادریس کا یہ قول درج فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تمہارے پاس آیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، پس نور رسول کرم ﷺ ہیں ”اذا لو کان النور هو الکتاب لکان لفظاً متکروراً“ اس واسطے کہ اگر نور سے مراد کتاب ہو تو لفظی تکرار آ جائے گا (جو اہر البخاری جلد ۱ ص ۴۸)۔

اسکے علاوہ (۱۸) تفسیر قرطبی جلد ۲ ص ۶۳، (۱۹) تفسیر ملائی جلد ۲ ص ۸۰، (۲۰) تفسیر جامع البیان جلد اول ص ۲۵۱، (۲۱) البحر المحیط (۲۲) تفسیر خازن (۲۳) تفسیر مدارک وغیرہ میں بھی نور سے مراد محمد ﷺ لیا گیا۔

﴿ علماء اہلحدیث کے ہاں ان تفاسیر کا مقام ﴾

ان تفاسیر کے معتبر ہونے کا تذکرہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی میرسیالکوٹی اس طرح کرتے ہیں کہ جملہ تفاسیر معتبرہ کیا معقولی اور کیا غیر معقولی مثل تفسیر کبیر و تفسیر معالم و جلالین و تفسیر فیضی و روحانی و فتح البیان و جامع البیان و مدارک و سراج منیر و خازن و کشاف و تفسیر ابی السعود و عیسیٰ و بیضاوی و تفسیر ابن کثیر و مطہرک من المذنبین و کفر و کفائی کفار کے ہاتھ سے خلاصی اور نجات لکھے ہیں (شہادۃ القرآن جلد ۱ ص ۱۱۴۸ از ابراہیم میرسیالکوٹی بحوالہ انوار الہمد یہ صفحہ ۳۹) تو جب یہاں ان مفسرین کرام کی اس تفسیر کو صحیح تسلیم کیا جا رہا ہے تو پھر قد جاءکم من اللہ نور کی تفسیر میں نور سے مراد محمد ﷺ کی ذات کو ماننا (جو کہ انہیں مفسرین کرام کی تفسیر سے ظاہر اور واضح ہے) میں کیوں پس و پیش کیا جاتا ہے بلکہ انکار کیا جاتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کے جب اپنے مطلب و مقصد کی تفسیر آئے تو ان تفاسیر کو قبول کر لیا جاتا ہے اور جب مخالف مسلک وہابیہ کوئی بات آئے تو انکار و رد کر دیا جاتا ہے؟ بحر حال مذکورہ تفاسیر کے بارے میں اہلحدیث کے امام العصر نے ”تفاسیر معتبرہ“ کے الفاظ لکھے۔ اور انہی تفاسیر کے اندر ”قد جاءکم من اللہ نور“ سے مراد ”نبی پاک ﷺ کی ذات کو لیا گیا ہے۔ اللہ رب العلمین۔

﴿ وہابی غیر مقلدین و دیوبندیوں کی تفاسیر ﴾

(۱) تفسیر عثمانی میں سر دارالوہبیہ غیر مقلد یا اہلحدیث کے مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ ”تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورہ المائدہ)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں ماہنامہ اہلحدیث ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء پر ”رئیس المناظرین الفاضل الاجل جامع المعقولات المتقلب شیر پنجاب۔۔۔“ وغیرہ جیسے

القاب موجود ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۳۳)

نیز اسی فتاویٰ ثنائیہ کے ابتدائیہ میں غیر مقلدین کے احسان الہی ظہیر لکھتے ہیں کہ ”شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ثنائی۔۔۔ شائع کر چکے ہیں (جلد ۱۳) ثناء اللہ صاحب کے بارے میں مولوی ابو نعیم عبد العظیم حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ ”مولوی ثناء اللہ صاحب ایک روشن خیال اور راسخ الاعتقاد اہل حدیث کے لیڈر ہیں (الہجریٹ امرتسری ص ۵ یکم جنوری ۱۹۱۵ء بحوالہ نور مبین ۲۹) لہذا معلوم ہوا کہ یہ تفسیر ثنائی علماء الہجریٹ کے نزدیک معتبر مستند و قابل قبول اور ثنائی صاحب بھی علماء کے معتبر و مسلمہ بزرگان و اکابرین میں شامل ہیں۔

(۲) قاضی شوکانی غیر مقلد الہجریٹ لکھتے ہیں کہ ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین قال الزجاج النور محمد ﷺ“ بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، الزجاج نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر)

قاضی شوکانی غیر مقلدین کے معتبر و مسلمہ بزرگ ہیں اس بات کا انکار کسی بھی غیر مقلد الہجریٹ کو نہیں۔ لہذا شوکانی کی تفسیر سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہاں نور سے مراد ذات رسول اکرم ﷺ ہے۔

(۳) قاضی شوکانی کی طرح غیر مقلدین الہجریٹ کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی یہی تفسیر کی (تفسیر فتح البیان) مولانا ثناء اللہ امرتسری شیر پنجاب (بقول الہجریٹ) نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کو ہجرت دیکھا ہے (اخبار الہجریٹ امرتسری ص ۱۱۔ ۲۸ جون ۱۹۱۲ء بحوالہ انوار الہجریٹ ص ۲۶)

مولانا جگہ فتاویٰ ثنائیہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ تینوں صاحب (مولانا نذیر حسین، اسماعیل دہلوی، نواب صدیق حسن) بکے الہجریٹ تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۳۸۲)

مولانا اسی طرح وہابیہ ہی کے مفسر مولوی محمد دہلوی لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے قدمائے الہجریٹ و وسامین خلد مکانی نواب صدیق حسن خان صاحب کے تہ کا نور ربی دنیا تک تاریخ عالم فرمواں نہ کر سکے گی (اخبار محمدی دہلوی صفحہ ۹ یکم مئی ۱۹۳۲ء بحوالہ انوار الہجریٹ ص ۲۶)

(۴) شرح اسماء الحسنیٰ میں وہابیہ غیر مقلدین کے مستند اور محقق مولوی قاضی سیدمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ اس آیت میں وجودِ باوجود نبی کریم ﷺ کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ ۱۵۱) اللہ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا (۱۵۳)

(۵) غیر مقلدین وہابی الہجریٹ کے بزرگ علامہ قاضی محمد سلمان صاحب سلمان منصور پوری لکھتے ہیں۔ اسی کا نام مبارک سورۃ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“۔ تفسیر خازن و معالم میں نور کو نبی ﷺ کی ذات بتلایا گیا ہے حضور ﷺ ہی وضوح امر اور یقین نبوت میں نور ہیں اور حضور ﷺ ہی کی تعلیم تنویر قلوب کے لئے نور ہے۔ حبیب اللہ ﷺ دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ حبیب الدعوات سے روزانہ کسی شے کا سوال ہے؟ کیا ذات سبحانی کسی سوال کا رد بھی فرماتی ہے؟ ”اللہم اجعل فی قلبی نوراً۔ الخ“ الہی میرے قلب میں نور ہو میری آنکھ میں نور۔ الخ یہ حدیث مکمل لکھنے کے بعد لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ”کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ ”بانت سعادۃ“ میں لکھتے ہیں ”ای الہ الرسول نوراً مستطیعاً بہ“ (رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۲۵)

(۶) اسی طرح دیوبندیوں کے امام ربانی قلم صاحب صوفی مولانا رشید احمد گنگوہی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہا ”اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہے۔“ امداد السلوک صفحہ ۲۰۲) اور پھر آگے لکھا کہ ”حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ (امداد السلوک ۲۰۳)

(۷) مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ ”شاہد نور سے خود نبی کریم ﷺ اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔“ (تفسیر عثمانی ۱۹۳)

(۸) مولوی اور یس کا دہلوی دیوبندی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ ”ایک نور آیا سے مراد رسول اللہ ﷺ اور ایک روشن کتاب آئی ہے قادیان اور زجاج سے منقول ہے کہ نور سے آنحضرت ﷺ کی ذات باریکات مراد ہے دیکھو روح المعانی صفحہ ۸۷ ج ۶، تفسیر قرطبی ص ۱۱۸ ج ۶ (تفسیر معارف القرآن جلد ۲۳)

(۹) مولوی مشتاق احمد دیوبندی اپنی کتاب اتوسل (جو کہ مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی محمود الحسن، مولوی شبیر احمد عثمانی، مفتی شفیق دیوبندی کی تصدیق ہے) میں لکھتے ہیں کہ ”فرمایا اللہ کریم نے قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ترجمہ اور آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین اس جگہ حسب روایت شفاء قاضی عیاض نور سے مراد حضرت رسول اکرم ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور کہا تفسیر روح المعانی میں ”قد جاء کم من اللہ نور و ہونو الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والی هذا ذهب قتادہ و اختارہ الزجاج“ غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں، نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنا اور خوفناک طریق سے بچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور سراسر نور یقیناً تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و

انجیہ کے واسطے اللہ کے مقرر کئے ہوئے وسیلہ ہیں اور ایسا وسیلہ ہیں کہ حالت حیات میں بھی وسیلہ تھے اور بعد میں بھی ہیں۔ کیونکہ جو امام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں حضور کی ذات کے واسطے ثابت ہے بلکہ دنیا میں تشریف لانے سے آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے (التوسل ص ۲۲)

یہاں مولانا صاحب نے حضور کو نور ہدایت بھی مانا اور آپ کی ذات کو بھی نور مانا۔ ذات کے نور پر روح المعانی وغیرہ کے حوالہ کے ساتھ ساتھ آخر میں یہ الفاظ ”بلکہ دنیا میں تشریف لانے سے آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے“ شاہد ہیں۔ کیونکہ وہ اس نور کو ہی وسیلہ بناتے تھے جو نسل در نسل منتقل ہو رہا تھا۔

(۱۰) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کو نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا اور یہ تو جیسے اس آیت کی ایک تفسیر کی بناء پر ہے یعنی نور سے حضور ﷺ کا وجود و وجود مراد لیا جاوے (اشرف الموعظ ص ۱۳۸)۔
 ۱۱ اور اسی طرح تھانوی صاحب نے اپنے رسالہ انور میں بھی نور سے مراد حضور ﷺ کو لیا۔ (صفحہ ۳)۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اشرف الموعظ صفحہ ۱۱۲ اور تلخ الصدور پر لکھتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
 نہوں کیوں مل کے پھر نور علی نور (تھانوی)

﴿ با وقت ولادت نور کا ظہور ﴾

”قد جاء کم من اللہ نور“ تحقیق آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور“ اور جب یہ نور لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لایا تو اس نور سے شرق و مغرب روشن ہو گئے۔ جیسا کہ بالکل صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

عن العصر باض بن ساریہ عن رسول اللہ ﷺ انه قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ وما غیر کم باول امری دعوة ابراہیم وبشارة عیسیٰ وروبا امی النبی ذات حین ومعنی وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام۔ ”جناب مرثاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں گی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور نکلا کی جس سے تمام کائنات ان کو نظر آئے۔“

(شرح السنة للام بغوی ۱۳: ۲۰۷، مسند احمد ۴: ۱۲، المستدرک ۲: ۶۰۰، صحیح ابن حبان ۹: ۱۰۶، رقم ۶۳۷۰، دلائل النبوة ۲: ۱۳۰ وقال الحاکم ”هذا حديث صحيح الاسناد، واقفه الذهبي“ وقال الهيثمي، رواه احمد الطبراني، والبخاري و احمد اسانيد احمد رجاله رجال الصحيح، غير سعيد بن سويد وقد وثقه ابن حبان ۸: ۲۲۳، الطبقات الكبرى ۱: ۱۱۸، مشکوة المصابيح باب فضائل سيد المرسلين. التاريخ الصغير ۹ طبع سانگلہ ہل)

”لما فصل مني خرج معه نور اضاء له ما بين المشرق والمغرب“ جب حضور پر نور ﷺ پیدا ہوئے تو ان (کی والدہ ماجدہ) سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی۔ (اس ”نور“ والے مضمون کی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں موجود ہے)

- | | | | |
|-----------------------------|--------------------------------------|--|---------------------------------|
| (۱) مواہب لدنیہ/۲۲ | (۲) خصائص الکبریٰ/۱۱۵ | (۳) زرقانی شریف، (۴) سیرت حلبیہ ۱/۹۱ | (۵) انوار ال محمدیہ ۱۶ |
| (۶) البدایہ والنہایہ/۲۶۴ | (۷) لما ثبت من السنة ۵۳ | (۸) کتاب الوفا/۲ (۹) مجمع الزوائد/۲۲۳ (۱۰) اسعاف الراغبین ۱۰ | |
| (۱۱) دلائل النبوت ج ۱/۲۹۵ | (۱۲) داری شریف ۱/۱۷ | (۱۳) تفسیر ابن کثیر ۳/۳۶۰ | (۱۴) جواہر البحار صفحہ ۴ |
| (۱۵) البدایہ والنہایہ جلد ۲ | (۱۶) سیرت النبویہ للذہبی ج ۱ صفحہ ۳۳ | (۱۷) مشکوة شریف ۵۱۳ | (۱۸) شرح السنة امام بغوی ۱۳/۲۰۷ |
| (۱۹) مسند امام احمد ۴/۱۲۷ | (۲۰) مستدرک ۲/۶۰۰ | (۲۱) مجمع ابن حبان ۹/۱۰۶ | (۲۲) الطبقات الکبریٰ ۱/۱۱۹ |
| (۲۳) مسند الطیالسی ۱۵۵ | (۲۴) تاریخ الخیر ۹ | | |

الحمد لله عز وجل ان سب کتابوں میں اس مضمون کی حدیث موجود ہے کہ "ولادت کے وقت نور خارج ہوا یا نور دیکھا۔"

ابن سعودی عرب کے شافعی ادارے دارالسلام کی طرف سے تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ "المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر" شائع ہوا اور خود انہوں نے کہا کہ یہ جدید ترجمہ بالکل صحیح احادیث کی روشنی میں شائع کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ حدیث مسند احمد 262/5 کے حوالے سے ان الفاظ میں موجود ہے کہ "میری ماں نے یہ خواب دیکھا کہ ان سے روشنی نکلی ہے جس سے شام کے نکلات روشن ہو گئے۔" (المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ سورۃ البقرہ آیت

129 صفحہ 326)

اسی تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ "اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اپنے آغاز کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... (ترجمہ) میں اپنے باپ حضرت امیر ایم علیہ السلام کی دعا اور یحییٰ بن مریم علیہ السلام کی بیٹا رت ہوں اور میری ماں نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک ایسا نور خارج نکلا جس سے شام کے نکلات روشن ہو گئے۔" (المعجم الکبیر 175/8 حدیث 7729 عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ و مسند احمد 262/5 و سلسلہ الاحادیث الصحیحہ 59/4، حدیث 1545، 1546، المصباح المنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر ج ۱ البقرہ زیر آیت 125، 126 ص 307 دارالسلام)

یہ جو نور ظاہر ہوا تھا یہ روشن ستارہ (محمد ﷺ جسے قرآن نے نجم کہا) ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ جبریل علیہ السلام سے سوال کیا۔ جبریل تیری عمر کتنی ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ ایک ستارہ جو تھے حجاب سے ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا ہے اور میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار سال مرتبہ دیکھا ہے تب حضور ﷺ نے فرمایا "یا جبریل وعزۃ ربی جلی جلالہ ان ذالک الکوکب۔۔۔" اے جبریل مجھے میرے رب جل جلالہ کی قسم ہے کہ میں ہی وہ ستارہ ہوں" (انسان العیون جلد ۱ ص ۲۹، تفسیر روح البیان ۱/۴۷۴، تاریخ کبیر از امام بخاری میرت حلبیہ ۱/۳۹، جواہر البحار ۷/۷۷)

یہ فقرہ الوہابیہ اہلحدیث مولوی امیر ایم میر سیالکوٹی نے بھی یہی لکھا کہ "حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصری کے محلات دیکھ لیے (سیرت المصطفیٰ ۱/۱۱۵)

یہ اور ایک روایت میں ہے کہ "سیدنا آمنہ فرماتی ہیں کہ" رایت کان شہابا خرج منی اضالمت له الارض میں نے دیکھا کہ مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا جس سے پوری زمین منور اور روشن ہو گئی (خصائص الکبریٰ ۱/۱۱۶، مواہب للذیہ ۲۲، سیرت حلبیہ ۱/۷۷)

اسی طرح ایک روایت میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں "انہ خرج منها نور اضاءت لہا منہ قصور اشام۔ نبی ﷺ کی والدہ" بیان کرتی ہیں کہ "ان میں سے ایک نور نکلا جس سے شام کے نکلات کو روشن کر دیا۔" (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۲۳۷۰، المستدرک ۲: ۶۰۰، مسند الطیبی ۱: ۱۵۵، دلائل النبوة للبیہقی ۱: ۸۳، الطبقات الکبریٰ ۱: ۱۱۹)

یہ جو نور (بشریت کی شکل میں) خارج ہوا یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تو تھا۔ لیکن اس نور نے آپ ﷺ کے جسم بشریت کو بھی اس قدر نورانی کر دیا تھا کہ اس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا تھا۔

﴿معتزضین کے اعتراضات کے جوابات﴾

☆ **اعتراض:** بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نور اور کتاب ممکن سے مراد ایک چیز ہے اور نور اور کتاب کے درمیان عطف تفسیری ہے۔

جواب: اگر یہاں عطف تفسیری مانا جائے تو تفسیر جلالین، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر درجنوں معتبر تفسیر کا انکار لازم آئے گا۔ جب صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نور سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ لے رہے ہیں تو تم اس نور سے مراد کتاب کیسے لے سکتے ہو؟ کیا صحابہ کرام قرآن کو نیا وہ سمجھتے تھے یا تم منکرین نیا وہ سمجھتے ہو؟ اور تمہارے بات مانی جائے یا صحابہ کرام کی؟ یہاں نور اور کتاب کے درمیان واؤ ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مفارقت چاہتی ہے لیکن اگر دونوں کو تم ایک ہی کہتے ہو تو یوں کہا کرو۔ زمین و آسمان، مرد و عورت، حق و باطل، کفر و اسلام، ایک ہی ہیں اگر ان مقامات پر واؤ یعنی عطف کی وجہ سے ایک نہیں بلکہ دو چیزیں مراد لیتے ہو تو نور اور کتاب سے مراد دو چیزیں کیوں نہیں لیتے۔

☆ **اعتراض:** یہاں نور سے مراد نور ہدایت ہے نہ کہ ذات کو نور کہا جائے گا۔

جواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہدایت کا نور ہی مراد ہو تو کیا اس سے ذات کی نفی ہو جاتی ہے؟ دیکھو سورج کی صفت بھی نور ہے اور ذات بھی نور ہے تو اگر

کسی کتاب میں یہ لکھا ہو کہ سورج کی صفت نور ہے تو اس سے اس کی ذات کے نور ہونے کی نفی نہیں ہو جاتی؟ تو بالکل اسی طرح اگر ایک تفسیر میں آپ کو نور ہدایت لکھا ہو تو اس سے ذات کی نفی نہیں ہوتی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات بھی نور ہے اور آپ نور ہدایت بھی ہیں۔ اس طرح ہمارا دونوں تفاسیر پر عمل ہو جاتا ہے لیکن منکرین نور ہدایت والی تفسیر کو تو مانتے ہیں لیکن ذات نور (یعنی محمد ﷺ نور ہیں) کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر کثیر محمد شین کرام نے لکھا کہ اس نور سے مراد محمد ﷺ ہیں تو ہم پوچھتے ہیں محمد ﷺ ذات ہیں کہ ہدایت؟ جب محمد ﷺ ذات ہیں تو یہاں ذات ہی کو نور کہا جا رہا ہے۔ اور پھر ہم پہلے یہ بھی عرض کر چکے کہ مفسرین کرام نے آپ کو حسی و معنوی دونوں نور تسلیم کیا۔ لہذا حضور ﷺ خود بھی نور ہیں اور نور ہدایت بھی ہیں۔ خود علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی نے اسی آیت کے تحت ذات کے الفاظ لکھے ”اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہے“ (امداد السلوک صفحہ ۲۰) لہذا آپ ﷺ حسی و معنوی نور ہیں۔

☆ **اعتراض:** یہاں آخر میں ضمیر واحد ”ہے“ استعمال ہوئی ہے۔ لہذا نور اور کتاب مبین سے مراد ایک ہے۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں صرف ایک آیت پیش خدمت ہے کہ اللہ فرماتا ہے ”وَمَا نَقْضُوا الْآيْنَ اَعْتَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ“ اور لوگوں کو کیا برکت کا کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (پہلا سورہ ۱۷) تو یہاں بھی ضمیر واحد کی استعمال ہوئی ہے جبکہ پیچھے اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہو رہا ہے تو کیا مخالفین یہاں بھی ضمیر واحد کی وجہ سے اللہ و رسول کو ایک ذات قرار دیں گے؟ معاذ اللہ عز و جل! انہیں ہرگز نہیں کیونکہ یہاں ضمیر واحد اس لئے استعمال ہوئی ہے کہ اللہ و رسول کا غنی کرنا ایک ہے الگ الگ نہیں۔

تو بالکل اسی طرح قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین کے بعد جو ”یہدی بہ اللہ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس سے نور اور کتاب کا ایک ذات ہونا ہرگز مراد نہیں بلکہ یہاں ضمیر واحد اس لئے استعمال ہوئی کہ ذات مصطفیٰ ﷺ و قرآن پاک کی ہدایت ایک ہے، کوئی علیحدہ علیحدہ ہدایتیں نہیں۔

☆ **اعتراض:** بعض تفاسیر میں نور سے مراد روح، قلم، اسلام یا عقل لیا گیا ہے لہذا حضور ﷺ نور نہ ہوئے۔ جب یہاں مختلف رائے ہوئیں اور نور کے مصداق میں چار احتمال پیدا ہو گئے ہیں تو ”اذا جازا الاحتمال بطل الاستدلال“۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے اس آیت کے تحت مختلف رائے آئیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے استدلال باطل ہو گیا کیونکہ ایک آیت کی جتنی بھی تفسیریں ممکن ہوں، جب تک ان میں مطابقت ممکن ہوگی کسی بھی تفسیر کا انکار نہ کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ اگر اسلام کو بھی نور مان لیا جائے، عقل کو بھی نور مان لیا جائے اور روح کو بھی نور مان لیا جائے اور آپ ﷺ حقیقت کو بھی نور مان لیا جائے تو سب پر عمل ہو جائے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام بھی نور ہے، عقل بھی نور ہے، روح بھی نور ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی اولیت و حقیقت بھی نور ہے۔ لہذا تمام تفاسیروں پر عمل ہو گیا۔ لہذا مذکورہ اعتراض ہی باطل ہو گیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد روح، اسلام، عقل یا قلم بول بھی یا گیا ہے ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ ﷺ۔ جیسا کہ علماء اسلام نے بیان فرمایا ہے۔

☆ **شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ** (جن کا نام غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ بھی اور دیوبندیوں کے اکابرین بھی ادب و احترام کے ساتھ لیتے ہیں) وہ فرماتے ہیں اللہ عز و جل نے فرمایا میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو اپنے جمال کے نور سے پیدا کیا، جیسے کہ نبی اکرام ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس حقیقت کو نور اس لئے کہا کہ وہ جلالی کلمت سے پاک ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ”عقل اس لئے کہا کہ وہ کلیات کا ادراک کرنے والی ہے، قلم اس لئے کہا کہ وہ علم کے نقل کرنے کا سبب ہے“ (سیر الاسرار صفحہ ۱۲)

☆ **علامہ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ** (م ۶۵۳ھ) مختلف احادیث نقل کرنے کے بعد مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: قلم، عقل اور روح سے مراد ایک ہی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح (یعنی حقیقت) ہے۔ (مرصاد العباد طبع ایران صفحہ ۳۰ بحوالہ عقائد و نظریات ۲۷۷)

☆ **عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شمرانی** (م ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں: اگر تو کہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا، اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، ان میں تطبیق کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد ایک ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت کو کبھی عقل اول سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور سے۔ (الیواقیت والحوابر جلد ۲ ص ۲۰)

نوٹ: عارف باللہ علامہ عبد الوہاب شہرانی کی بزرگی کا احترام و خواہ وہ یوں ہندواں لحد یرث کی کتب میں موجود ہے۔

حضرت شیخ عبد الکریم جلی (۱۰۶۰ھ) نے بھی یہی تفسیق دی ہے کہ عقل، قلم اور روح مصطفیٰ سے مراد ایک ہی چیز ہے صرف تعبیر کا فرق ہے (جواہر النجا جلد ۲ ص ۲۳۰)۔
 ہذا تاریخ غس میں ہے: محققین کے نزدیک ان احادیث سے مراد ایک ہی شے ہے، حیثیتوں اور نسبتوں کے اعتبار سے عبارات مختلف ہیں۔ پھر ”شرح مواقف“ سے بعض ائمہ کا یہ قول نقل کیا ہے ”عقل، قلم اور روح کا مصداق ایک ہی ہے“ (حسین بن محمد دیار بکری، علامہ: تاریخ غیس جلد ۱ ص ۱۹)

لہذا ان حوالہ جات سے مخالفین کے اس اعتراض کی جڑ ہی کٹ گئی۔ جب ان سب سے مراد حقیقت نوری محمدی ہے تو پھر اعتراض کیا؟

امام فخر الدین رازی اسی بات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ نور سے مراد بھی قرآن ہے اور کتاب ہمیں سے مراد بھی قرآن ہے یہ قول ضعیف ہے۔ (تفسیر کبیر) امام فخر الدین رازی نے بھی متعدد اقوال بیان کئے لیکن لکھا کہ ”نور سے مراد محمد ہی ہیں“ (کبیر) لہذا ہم بھی یہی کہتے ہیں ان سب سے مراد ایک ہی چیز (یعنی حقیقت محمدیہ) ہی ہے صرف تعبیر کا فرق ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے اس نظریے کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

لوچ بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود اکتاب کبد آگین، تیرے محیط میں حباب (کلیات اقبال)

اعتراض: قرآن پاک میں ”انزلنا“ آیا ہے اور یہ قرآن پاک کیلئے استعمال ہوا ہے لہذا نور سے مراد نبی پاک نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک ہے۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں دیوبندیوں کے حکیم الامت کی آیت کے متعلق تفسیر و تشریح ملاحظہ کیجئے اور ضعفا قد جاء کم بوہان من ربکم و انزلنا الیکم نور امینا کی تفسیر اور تشریح بھی۔ اور اس آیت میں نبی کریم صلی ذات اقدس کا رب ہاں رب تعالیٰ ہونا اور نور ہمیں ہونا بھی واضح ہو جائے گا اور داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا کی تفسیر بھی معلوم ہو جائے گی۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کا رسالہ الخور ہے اور اس کے آغاز میں یہ شعر درج ہے۔

نبی خود نور اور قرآن ملا نور نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی اور ایک کتاب واضح۔ (القرآن) یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو نعمتوں کا عطا فرمایا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور اکرم کا وجود و وجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے۔ ایک کلفظ نور سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے یہ تو جیسے اس آیت کی ایک تفسیر کی بنا پر ہے یعنی جب کے نور سے حضور کا وجود باوجود مرا دلیا جاوے (رسالہ انور صفحہ ۳۰۶)

اس کی ایک تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور ہوں اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مراد اور بھی ”قد جاء کم رسولنا“ تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے ہیں فرمایا ہے تو قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ ”جاءکم“ کا فاعل ایک ہو دوسرا اوپر ”قد جاء کم رسولنا“ کے ساتھ جو آپ کی شان بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے ”یشن لکم کبرا معا کتم تعفون من الکتاب“ یعنی کتاب میں سے جن باتوں کو تم چھپاتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو صاف صاف کھول دیجئے ہیں یعنی آپ کو ہمیں اور مظہر فرمایا، اب سمجھئے نور کی حقیقت ہے ظاہر و باطن مظہر غیر ہو حضور صلی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ہوں اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں ”کتاب مبین بھدی بہ اللہ“ تو کتاب کو تو اظہار فرمایا اور آپ کو ہمیں میں خود مظہر فرمایا پس یہ قرینہ ہے تفسیر بالا کا (۲) تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے اور کتاب میں ظہور غالب ہے تو بھدی بہ اللہ کتاب کے زیادہ مناسب ہے اور نور حضور کے زیادہ مناسب ہے یہ ہے وجہ ترجیح۔ (صفحہ ۳۰۶ رسالہ انور، ماز تھانوی)

مگر اس میں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ”قد جاء کم بوہان من ربکم و انزلنا الیکم نور امینا“ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے ”تو یہاں برہان سے تو مراد غالب بقرونہ انزلنا قرآن ہے اور یہی نور وہاں بھی آیا ہے (اور القرآن یفسر بعضہ بعضا قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے) تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم کب دعویٰ کرتے ہیں کہ جہاں بھی جاء ہے وہاں اس کے فاعل حضور ہی ہوں گے ممکن ہو کہ یہاں ”جاء کم“ کی اسناد ”کتاب“ کی طرف مجازاً ہو مگر جہاں اسناد حقیقی بن سکے وہاں اس کو کیوں نہ اختیار کیا جاوے

اور یہاں ”قد جاء کم نور“ میں ہو سکتا ہے پس یہاں یہی مناسب ہو گا دوسرے ہم ”انزلنا“ سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر ہے ”قد انزل اللہ الیکم ذکرا و رسولا“ (بے شک اللہ نے نازل کی ہے تمہاری طرف ایک نصیحت یعنی ایک رسول) رسولا بدل ہے بطور تفسیر کے، ذکر ا، سے یہاں بھی انزلنا کا مقبول لفظ رسولا واقع ہوا ہے پس اس سے بھی تفسیر مختار پر کوئی غبار نہیں رہا (رسالہ انور صفحہ ۳۱)۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ ”یا ایہا النبی انا ارسلک شاعنا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا“ (اے نبی! ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بتا دیں گے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ (رسالہ النور صفحہ ۲۰۔ تھانوی)

تھانوی صاحب کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ راج اور مختار تفسیر یہی ہے کہ نور سے مراد رسول گرامی کی ذات پاک ہے اور آپ کو راج منیر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا گیا اور آپ کو ہان ربی بھی ہیں اور اتارے ہوئے نور تین بھی۔ پس تھانوی صاحب ہی کی اس تقریر سے مذکورہ اعتراض کا جواب ہو گیا اور دیگر شکوک و شبہات کا ازالہ ہو گیا۔

اعتراض: راقم الحروف کو ایک عزیز محمد ادریس نے اپنے علاقے کا ایک قاری بلال صاحب دیوبندی کی طرف سے ایک رقعہ اعتراض کی صورت میں دیا جس میں دو اعتراض لکھے ہیں (۱) کہ حضور کے شجرہ میں تمام بشر ہیں۔ اگر حضور کو بولتے تو شجرہ شریف میں بشری بجائے نور ہونے چاہیے تھے۔

جواب: اصل میں قاری صاحب کو اہل سنت و جماعت کے عقیدہ نور کے بارے میں علم ہی نہیں ہے جس کی بنا پر یہ اعتراض وارد کر دیا، کاش کے قاری صاحب ہمارے علماء کرام کی کتب سے ہمارے عقیدہ ہی پڑھ لیتے تو ایسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے۔ ہمارا عقیدہ آپ کی حقیقت اولیت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کی وضاحت شروع میں بیان ہو چکی۔ لہذا اتنے صاف اور واضح بیان کے باوجود یہ اعتراض عبث گفتگو پر مبنی ہے۔ جب نور کا عقیدہ اولیت و حقیقت محمدی کے بارے میں ہے تو پھر ”شجرہ میں بشر ہیں“ کا اعتراض کراہی لاعلمی و جہالت کی دلیل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم خود یہ کہتے ہیں کہ حضور دنیا میں کامل و افضل البشرین کریمین لائے اور جو کوئی آپ کی بشریت کا مطلق انکار کرے وہ کافر ہے تو پھر خواہ مخواہ کے ایسے اعتراضات مخالفین کی ہت ڈھری اور جہالت کا ثبوت ہے۔ کاش کہ قاری صاحب کوئی ایسی آیت وحدیث پیش کرتے کہ آپ نور نہیں ہیں۔ لیکن اصل موضوع کی بجائے بشریت پر بات کرتے پھرتے ہیں جس کا کسی کو بھی انکار نہیں۔

اعتراض: دوسرا اعتراض قاری صاحب نے یہ کیا تھا کہ قرآن پاک میں ۱۰۰ آیات نبی کے بشر ہونے کے بارے میں ہیں آپ ۱۰ آیات نور کے بارے میں پیش کر دیجئے۔

جواب: جناب قاری صاحب! جب بشریت پر ہم سب متفق ہیں تو پھر بار بار بشریت کے موضوع پر دلائل دینے کا مقصد عبث گفتگو کے سوا کچھ نہیں۔ میں آپ سے صرف ایک آیت یا ایک حدیث صحیحہ و مریدہ پیش کرنے کا مطالبہ کرنا ہوں جس میں یہ ہو کہ حضور کی اولیت یا حقیقت نور نہیں ہے۔ چلو یہی دیکھا دو کہ ”حضور نور نہیں“ لیکن قیامت تک آپ کو ایسی دلیل نہیں ملے گی۔ لہذا خواہ مخواہ ٹوٹے ٹکڑے لگانے کی بجائے قرآن و حدیث کو تسلیم کر لو اسی میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ باقی نور پر آیات کا مطالبہ کرنا یہ آپ کی لاعلمی و جہالت کا ثبوت ہے کیا یہ لازمی ہے کہ ۱۰ آیات ہوگی تو صحیح قرآن پاک کی بات کو تسلیم کیا جائے گا؟ مسلمانوں کیلئے تو ایک آیت ہی کافی ہے اور نہ ماننے والوں کو پورا قرآن کا کافی۔ ویسے قاری صاحب ہماری اس کتاب پر توجہ فرمائیں شاید حق بات نصیب ہو جائے۔

﴿ حدیث نور: جابر رضی اللہ عنہ ﴾

وروی عبدالرزاق بسننہ عن جابر بن عبد اللہ قال: قلت یا رسول اللہ! بایں امت وامی اعبرنی عن اول شی خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال: یا جابر! ان اللہ تعالیٰ قد خلق اللہ قبل الاشیاء نور نیک من نوره فجعل ذلک النور یلور بالقدرة حیث شاء اللہ..... (آخر تک) ترجمہ: عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا (تخلیق) کی؟ آپ نے فرمایا ”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان اور نہ زمین تھی اور نہ سورج اور نہ چاند نہ جن تھے اور نہ انسان تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔

☆ پہلے جز سے قلم پیدا کیا۔ ☆ دوسرے جز سے لوح پیدا کی۔ ☆ تیسرے جز سے عرش پیدا کیا۔ پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔ ☆ پہلے جز سے حاملان عرش پیدا کئے۔ (کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں۔) ☆ دوسرے جز سے کرسی پیدا کی۔ ☆ تیسرے جز سے کل ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔ ☆ پہلے جز سے سات آسمان پیدا کئے۔ ☆ دوسرے جز سے سات زمینیں پیدا کیں۔ ☆ تیسرے جز سے جنت و دوزخ پیدا کی۔ پھر چوتھے جز کو چار اجزاء میں تقسیم کیا۔ ☆ پہلے جز سے مومنوں کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔ ☆ دوسرے جز سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا کیا کہ وہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ ☆ تیسرے جز سے مومنوں کے

انہیں کو پیدا کیا کہ وہ تو حید ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حدیث جابر کے حوالہ جات:

(۱) امام بخاری وسلم کے والد ابو عبد الرزاق نے "مصنف عبد الرزاق، باب فی تخلیق نور محمد ﷺ بالجزماء المفقود من الجزء الاول" حدیث نمبر ۱۸ صفحہ ۶۳ پر حدیث جابر لکھی جس کی سند یہ ہے "عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اول شيء خلقه الله تعالى؟ فقال: هو نور نبيك يا جابر خلقه الله.... الخ. یہی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(۲) حضرت علامہ زرقانی "شرح مواہب لدینہ جلد اول صفحہ ۲۱"۔

(۳) امام قسطلانی نے "مواہب لدینہ" میں۔

(۵) درجہ ابراہیم جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۲

(۲) علامہ یوسف بن اسماعیل ہمامی نے "انوار محمدیہ صفحہ ۱۳"

(۷) علامہ فہامہ علی بن محمد بن ابی الدین طبری نے "سیرت حلبیہ صفحہ ۳۷" میں

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوت"

(۹) خاتم المحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر عسقلانی نے "فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۳۷"

(۸) فاضل دہلوی ملازمین کا حنفی نے "معارج النبوة رکن اول صفحہ ۱۸" میں

(۱۱) امام ہمام بن ابی الدین محمد بن مصطفیٰ السروقی نے "شرح قصیدہ ہمدانیہ صفحہ ۹۸"

(۱۰) علامہ عمر بن احمد خرپوتی نے "شرح قصیدہ ہمدانیہ صفحہ ۷۳"

(۱۳) امام شافعی پوری نے "تفسیر فیثا پوری جلد ۸ صفحہ ۵۵" و "اول المسلمین کے تحت

(۱۲) امام محمد مہدی بن عبدالحق قاسمی نے "مطالع السراة صفحہ ۲۱۰"

(۱۵) مکتوبات شریف امام ربانی مجدد القلباتی مکتوب نمبر ۱۲۲

(۱۳) علامہ آلوسی نے "روح المعانی ج ۷ ص ۱۰۵"

(۱۷) علامہ عسکری نے "تاریخ حبیب ص ۲۹"

(۱۶) تفسیر قرآن امام محمد بن جریر "تفسیر ابن جریر"

(۱۹) تفسیر عرواش البیان شیخ الاکبر جلد ۲۳۸

(۱۸) تفسیر قرآن امام بیضاوی "بیضاوی شریف"

(۲۱) تاریخ غنیس علامہ دیا ربکری جلد ۱ ص ۲۰

(۲۰) امام عسقلانی نے "دلائل النبوة"

(۲۳) ملا علی قاری "مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۰" اور شرح شفاء جلد ۲ ص ۲۱۶

(۲۲) امام اسماعیل حنفی نے "تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۳۹"

(۲۵) عارف باللہ علامہ عبد الرحمن جامی نے "شواہد النبوة ص ۶"

(۲۴) امام محمد عبد الوہاب شمرانی نے "اتواقیت والجبواہر جلد ۲ ص ۲۰"

(۲۷) امام شہاب الدین افغانی "نہیم الریاض جلد ۲ ص ۲۴"

(۲۶) عارف البغلی نے "عرائس البیان جلد ۱ ص ۲۳۸"

(۲۹) حضرت شیخ عبد الرحیم ولید ساہلی اللہ نے "انفاس رحیمہ ص ۱۳"

(۲۸) علامہ یوسف بن اسماعیل ہمامی نے "جنت اللہ علی العلمین"

(۳۱) سید عبد القادر جیلانی نے "سر الاسرار"

(۳۰) علامہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "فیوض الحرمین ص ۷۷"

(۳۳) امام محدث ابن الجوزی نے "المیلا والنبوی ص ۲۲"

(۳۲) حضرت الشیخ چراغ دہلوی نے "صحائف السلوک"

(۳۵) امام عبد الفتاح عیسیٰ نے "المحدثۃ الندیہ" جلد ۵ ص ۲۷

(۳۴) علامہ اسماعیل بن محمد عسقلانی "کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۱ ص ۲۶۵"

(۳۶) امام علامہ شرف الدین یوسفی کے قصیدہ ہمدانیہ کی شرح میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے، علامہ سیماں الجمل (م ۱۲۰۳ھ) صاحب تفسیر الجمل "الفتوحات الا

(۳۷) امام علامہ شرف الدین یوسفی کے قصیدہ ہمدانیہ کی شرح میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے، علامہ سیماں الجمل (م ۱۲۰۳ھ) صاحب تفسیر الجمل "الفتوحات الا

حمدیہ بالمع المعلیہ" ص ۶

(۳۷) امام علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں "تفسیر خطیب ہوا الحج کی کتاب" "خفا بالصدور" میں ہے۔۔۔ (ابن الحاج: المدخل جلد ۲ ص ۲۴)

(۳۸) علامہ ابوالحسن بن عبد اللہ بکری فرماتے ہیں "حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موجود تھا اور کوئی شے اس کے ساتھ نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے

حبیب کا نور پیدا کیا۔۔۔ الخ" (الانوار فی مولد النبی محمد" نجف اشرف ص ۵)

(۳۹) علامہ شامی کے بھتیجے سید احمد علی بن شامی (م ۱۳۲۰ھ تقریباً) نے علامہ ابن حجر کے رسالہ "النعمة الکبریٰ علی العالم" کی شرح میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

(۴۰) علامہ احمد عبد الجواد دمشقی نے یہ حدیث امام عبد الرزاق اور امام عسقلانی کے حوالے سے نقل کی ہے (السراج المنیر و بسیرتہ استنبط صفحہ ۱۳)

(۴۱) امام ملا علی قاری نے "المورد الروی" صفحہ ۳۰۔

(۴۲) مکرمہ کے مامور محقق فاضل محمد بن علوی مالکی حنفی نے "خاشیہ المورد الروی" ص ۲۰

(۴۳) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "سر الاسرار" ص ۱۲۔

(۴۴) محمود بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ نے لکھا "ایک روایت میں نور مصطفیٰؐ کو پیدا کیا۔ (عمدة القاری، بیروت ج ۵ ص ۱۰۹)

(۴۵) حذیقہ الشعمہ صفحہ ۱۰۰

﴿— وہابیوں دیوبندیوں اہل حدیثوں کے حوالے —﴾

(۴۶) دیوبندیوں دیوبندیوں اہل حدیثوں کے امام اسماعیل دہلوی نے "رسالہ یک روزی" (۴۷) مولوی محمد اور لیس کا دہلوی نے "مقامات کے حاشیہ صفحہ ۱۱" (۴۸) مولانا محمد قسیمی صاحب تفسیر "معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰" زیر آیت وانا اول المسلمین اس حدیث کو لکھا۔

(۴۹) فتاویٰ رشیدیہ میں دیوبانی رشید احمد گنگوہی نے اسی حدیث کے تحت محدث دہلوی (۵۰) دیوبندی شیخ الہند مولوی حسین احمد دیوبندی نے الہاب الثقب۔

(۵۱) توارخ حبیب اللہ للعلامة القانی المفتی محمد عاتق دیوبندی۔ (۵۲) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے عطر اللورہ شرح قصیدہ ہر دہر شریف۔

(۵۳) مولانا عبدالحی عسکری فرنگی علی "الایات الرائعہ" میں امام عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت چاہرؒ کی روایت نقل کرنے کے بعد حنبلیہ کا عنوان دے کر لکھتے ہیں "عبدالرزاق کی روایت سے نور محمدی کا پیدائش میں اول ہونا اور مخلوق سے پہلے ہونا ثابت ہے (الانوار الموعودۃ فی الاخبار الموضوعة ص ۳۳)

(۵۴) دیوبندیوں کے مجدد و شرف علی تھانوی نے "نشر الطیب صفحہ ۱۱"۔ مزید یہ کہ تھانوی صاحب حدیث نور کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں "اس حدیث سے نور محمدیؑ کا اول الخلق ہونا اولیت حقیقہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدیؑ سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۷)

امت مسلمہ کی مذکورہ کے مذکورہ بالا مقتدر اور رفیع المرتبت مجددین و مورخین نے بلا نقد و نظر اور جرح کے اس حدیث نور کو اپنی کتب میں نقل کیا یہی اس حدیث کی صحت کا بین ثبوت ہے۔ اس حدیث کا مستند صحیح ہونے کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے کہ علماء دیوبند کے دیگر علماء و کامرین کے علاوہ جدید و ممتاز عالم دین حکیم الامت مجدد مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب" میں اس حدیث کو لکھا ہی نہیں بلکہ آغاز ہی اسی حدیث سے کیا۔ اور مولانا تھانوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں صحت روایت کا بیحد خیال رکھا ہے جیسا کہ نشر الطیب کے تعارف میں تھانوی صاحب نے خود ڈیوٹی کیا ہے کہ "حضور پر نورؐ کے کچھ حالات قبل نبوت و بعد نبوت کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاویں (صفحہ ۷) پس اس حدیث کا صحیح ہونے کا اقرار خود تھانوی صاحب کے اس دعویٰ سے ثابت ہوا۔

﴿— علماء کا حدیث کو قبول کرنا —﴾

محمد بن محمد بن حنفیہ بن عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری اور مسلم کی روایت کردہ حدیث، خبر واحد ہونے کے باوجود یقین کا فائدہ دیتی ہے، کیونکہ اس میں صحت کے کئی قرآن پائے گئے ہیں، ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ علماء امت نے ان کی کتابوں کو قبول کیا ہے۔ اس گفتگو کے بعد علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں "وہذا التلقی وحید القوی فی المادۃ العلم من معبود کثیرۃ الطرق القاصیۃ عن التواتر" یقین کیلئے تواتر سے کم درجہ کثرت طرق کے مقابلے میں علماء امت کا قبول کرنا زیادہ مفید ہے۔ (نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر صفحہ ۲۴)

مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی سندوں کی کثرت (جبکہ تواتر سے کم ہو) اس قدر مفید یقین نہیں، جس قدر علماء امت کا کسی حدیث کو قبول کر لینا مفید یقین ہے۔ یہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جب تم میں سے ایک شخص نماز کو حاضر ہوا اور امام ایک حال میں ہو تو مقتدی اسی حال کو اختیار کرے۔ امام ترمذی نے فرمایا "یہ حدیث غریب ہے ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس حدیث کو کسی دوسری سند سے روایت کیا ہو، اس کے باوجود امام ترمذی نے فرمایا "والعمل علی ہذا عند اہل العلم" اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں "اس حدیث کی سند ضعیف۔ حضرت علامہ مولانا علی قاری فرماتے ہیں "فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اہل العلم" گویا امام ترمذی اہل علم کے عمل کے ذریعے اس حدیث کو تقویت دینا چاہتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ۳/۹۸)

یہ غیر مقلدین اہل حدیث کی شائع شدہ موضوعات کبیر میں ملا علی قاری نے ایک حدیث لکھی "جو کہ کی گری پر تھوڑی دیر بھی صبر کرے اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دو فرما دیتا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہوگی چاہے وہ ضعیف ہو۔ (موضوعات کبیر حدیث نمبر ۹۲۴ صفحہ ۳۱۴ نعمانی کتب خانہ)

اس حدیث میں بھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کی علمی مقام و حیثیت کو بنیاد بنا کر حدیث کو قبول فرما رہے ہیں۔

جیسا کہ موضوعات کبیر میں ہے کہ ”میں اپنی امت پر کسی چیز کا اتنا خوف نہیں کرتا جتنا عورتوں اور شراب کا“ اسکو دیلمی نے بغیر سند کے حضرت علی سے مرعوعا روایت کیا ہے۔ فتاویٰ نے اس کی سرخی بنائی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الریح کہتے ہیں۔ اس میں اسکے الفاظ بالاسند نہیں پاتا لیکن اسکے شواہد بہت سے ہیں۔ (موضوعات کبیر صفحہ 270 نعمانی کتب خانہ)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا بغیر سند کے حدیث کو قبول کرنا یقیناً صرف اس لئے ہی ہے کہ اس حدیث کے شواہد بہت ہیں یعنی مختلف محدثین کرام نے اس کو نقل فرمایا۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ پر ہم نے درجنوں حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں، جن میں بڑے بڑے مفسرین و محدثین، بزرگان دین اور خود مخالفین کے اکابرین بھی شامل ہیں اس حدیث کی سند میں تمام راوی اعلیٰ درجہ کے ثقہ راوی ہیں اور یہ حدیث بالکل صحیح حدیث ہے۔ نیز امت مسلمہ کی مقتدر اور رفیع المرتبت محدثین و مورخین نے بلا نقد و نظر اور جرح کے اس حدیث کو اپنی کتب میں نقل کرنا ہی اس حدیث کی صحت کا بین ثبوت ہے۔ اس حدیث کا مستند صحیح ہونے کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے پھر مذکورہ حضرات علماء کرام! نے بغیر جرح و قدح کے اسے قبول کیا اور نہ صرف قبول کیا بلکہ بطور دلیل پیش بھی کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس حدیث کو یک لخت رد کر دیا جائے اور اس کو ضعیف یا من گھڑت قرار دیا جائے۔ ہم صرف یہ پوچھتے ہیں اگر کوئی ضدی اس حدیث کو من گھڑت کہنے پر ہی بلند ہے تو کیا اتنے بڑے بڑے جید و محترم علماء من گھڑت حدیث نقل فرماتے رہے ہیں؟ اور خواہ مخواہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ باندھتے رہے ہیں؟ اور پھر یہ جھوٹ بول کر بقول فرمان نبوی ﷺ کے (جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ کما قال ﷻ) جہنمی قرار پائے کہ نہیں؟ معاذ اللہ عزوجل الہذا حق و صحیح کو تسلیم کرنے میں ہی دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ لیکن ما معلوم آج کہ ملاحظرات! کو کیا ہو گیا ہے کہ ان علماء کرام کو مانتے بھی ہیں ان کے علوم و تحقیق کے قائل بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی پیش کردہ روایات کو من گھڑت کہہ کر ان کا انکار بھی کر جاتے ہیں۔ مزید اس حدیث پر گفتگو ملاحظہ کیجئے۔

﴿ حدیث جابر کے راوی ﴾

جیسا کہ حدیث جابر کے حوالہ جات پہلے گزرے۔ یہ حدیث جابر ان الفاظ میں مشہور ہو گئی ہے ”اول ما خلق اللہ نوری“ جیسا کہ علماء امت نے ان الفاظ کے ساتھ بھی اس حدیث کو لکھا، خود مخالفین نے بھی اس حدیث کو انہی الفاظ میں لکھا۔ معلوم ہوا اس حدیث اول ما خلق اللہ نوری کا خذ بھی مصنف شیخ عبد الرزاق کی روایت حدیث جابر ہی ہے۔ اب اس حدیث کی سند اور راویوں کے بارے میں مطالعہ کیجئے۔

﴿ سند حدیث ﴾

”عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال:.... الخ.

یہ حدیث ثلاثی احادیث میں سے ہے یعنی عبد الرزاق اور نبی کریم ﷺ کے درمیان اس میں صرف تین راوی ہیں۔ معمر، محمد بن المنکدر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث کی سند زبردست صحیح اور عالی سند ہے اس کے تمام راوی ثقات آئمہ اعلام میں سے ہیں۔

امام عبد الرزاق کا مقام: امام عبد الرزاق بن ہمام بن نافع جو اس حدیث کے مخرج ہیں، ان کی کنیت ابو بکر ہے یہ صنعاء (یمن) میں ۱۶۱ھ میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ دین کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم کے استاد و استاد (دادا استاد) ہیں۔ امام عبد الرزاق نے شام کی طرف بطور تاجر سفر کیا اور وہاں سے کبار علماء سے اخذ علم کیا جیسے امام اوزاعی وغیرہ، اور آخری عمر میں حجاز مقدس کا سفر کیا لیکن زیادہ تر آپ یمن میں رہے اور کم و بیش سات سے نو سال تک عمر بن راشد کی مجلس میں رہے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی تو بے شمار لوگ آپ سے علم حدیث اخذ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔

تہذیب الہندیہ میں ان کے متعلق لکھا ہے ”وقال احمد بن صالح المصري قلت لا حمد بن حنبل ما رايت احدا احسن حديث من عبد الرزاق قال لا تہذیب التلخیص“ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبد الرزاق سے بہتر دیکھا، انہوں نے فرمایا نہیں“ (تہذیب الہندیہ صفحہ ۳۱ جلد ۲)

صحیح بخاری شریف میں آپ سے کم و بیش 89 احادیث مروی ہیں، جن میں سے 82 عبد الرزاق عن معمر اور 7 دیگر اساتذہ سے ہیں۔ جبکہ صحیح مسلم شریف میں کم و بیش 289 احادیث ان سے مروی ہیں، 277 عبد الرزاق عن معمر اور 13 دیگر اساتذہ سے ہیں۔

امام معمر بن راشد: یہ اپنے وقت کے زبردست عالم اور ثقہ محدث ہیں امام بخاری و امام مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں ان سے کم و بیش سوا سو (225) احادیث مروی ہیں۔ اور صحیح مسلم شریف میں ان سے کم و بیش (300) احادیث مروی ہیں جن میں کم و بیش (280) عبد الرزاق عن معمر کی سند سے ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں معمر بن راشد الامام الحافظ شیخ الاسلام ابو عمرو بن ابی مرزاذی یہ ۹۵ یا ۹۶ ہجری کو پیدا ہوئے۔ امام حسن بصری کے چنانہ میں شریک ہوئے۔ یہ تحری اور صدق ورع اور جلال و حسن تصنیف کے ساتھ علم کے برتن ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۵: ۵۷۱-۵۷۲)

محمد بن منکدر: ان کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں محمد بن المنکدر ابن عبد اللہ بن حدید..... الامام الحافظ القدرۃ، شیخ الاسلام ابو عبد اللہ القرشی المدنی یہ ۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے اور یہ حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، ابن عمر، چاہد، ابن عباس، ابن اثیر، ربیعہ بن عباد، انس بن مالک، ابو الالمہ بن کھل، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر اور اپنے باپ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے امام ابو حنیفہ، امام زہری، حیشام بن عروہ، موسیٰ بن عقبہ، ابن جریج، یحییٰ بن سعید، معمر، امام مالک، امام جعفر الصادق، امام شعبہ، سفیان ثوری بن عیینہ، امام اوزاعی وغیرہم اور دیگر بے شمار محدثین کرام نے روایت کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۵: ۳۵۳-۳۶۱)

صحیح بخاری شریف میں ان سے کم و بیش 30 سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے کم و بیش 29 محمد بن المنکدر عن جامع کی سند سے ہیں۔ اور صحیح مسلم شریف میں ان سے کم و بیش 122 احادیث مروی ہیں جن میں سے 14 کے قریب حضرت چاہد سے مروی ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ: حضرت چاہد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہت مشہور صحابی رسول ہیں۔ جنہوں نے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کی ہیں۔ الحمد للہ عزوجل! اتنا بت ہوا کہ زبردست صحیح اور عالی سند ہے۔ اس لئے دیگر محدثین کرام نے اس حدیث کو اپنی کتب میں بغیر جرح و تعدیل کے قبول کیا۔ اور بہت سارے علماء دین نے بھی واضح الفاظ میں اس کو صحیح لکھا۔ اس لئے کہ اس کی سند پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ تھا۔

﴿یہ حدیث صحیح ہے﴾

اب مزید مصنف عبد الرزاق کی اس حدیث صحیح کے بارے میں علماء دین کے ارشادات ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ کثیر محدثین و مفسرین کرام نے اس کو صحیح کہا۔

(۱) **شیخ عبد الحق محدث دہلوی** فرماتے ہیں ”در حدیث صحیح وارد شد کہ اول ما خلق اللہ نوری“ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور ہے۔ (مدارج النبوت ۲/۲)

(۲) اسی حدیث کا شیخ الامام الاوحد الامجد محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف القاسمی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور آخر میں اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے ”ومن نوری خلق کل شیء“ اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔ (مطالع المرآت صفحہ ۱۲۹ موضوعات قاری صفحہ ۹۹ بحوالہ مقام رسول ﷺ)۔

(۳) امام عبد الغنی مالکی رضی اللہ عنہ ”حدیث قدسیہ“ شرح طریقہ محمدیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقا فرماتے ہیں کہ ”قد خلق کل شئی من نوره ﷺ“ کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔ تحقیق ہے ایک چیز حضور ﷺ کے نور سے بنائی گئی جیسا کہ صحیح حدیث اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔

(۴) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے (دلائل النبوة)۔

(۵) **مکہ مکرمہ کا مورخ تاج محل سید محمد علوی** ”حاشیہ المورد الروی“ صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں حدیث چاہد رضی اللہ عنہ کی سند صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں ہے، چونکہ متن غریب ہے اس لئے اس میں علماء کا اختلاف ہے، اس حدیث کو امام بیہقی نے کسی قدر مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ (بحوالہ عقائد و نظریات ۲۷۲)

کثیر التعداد طویل القدر آئمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اس کی تصحیح فرمانا اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔

﴿حدیث جابر پر اعتراض کے جوابات﴾

اعتراض: بعض لوگ ”نور نبیک من نورہ“ وغیرہ کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ عزوجل کے ذاتی نور سے پیدا ہوئے، ذات الہی کا جز ہوئے، ذات الہی کا مادہ ہوئے۔ اور اللہ عزوجل کا جز تسلیم کرنا کفر ہے۔

جواب: یہ اعتراض مخالف کی کم علمی و جہالت پر مبنی ہے۔ ”نور نبیک من نورہ“ کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ لفظ ”من“ بمعنیہ ہے لہذا مذکورہ معنی تراش لیا۔ لیکن یہ خیال نہ کیا کہ لفظ ”من“ کئی دوسرے معنوں کیلئے بھی آتا ہے۔ درس نظامی کی ابتدائی کتاب ”ماتہ عامل“ میں وہ معانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس جگہ من ابتداء ایہ، اتصالہ ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کسی چیز کے واسطے کے بغیر آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اس میں کوئی قباحہ نہیں ہے۔

ارشاد ربانی ہے ”وکلّمہ القہا الی مریم وروح منہ“ (النساء ۱۷۱: ۱۷۲) علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کلمہ من مجاز ابتداء عایت کیلئے

ہے، جمعہ نہیں ہے، جیسے کہ عیسائیوں نے گمان کیا، کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دربار کا ایک ماہر طبیب عیسائی تھا، اُس نے ایک دن علامہ علی بن حسین واقدی مروزی سے مناظرہ کیا اور کہا کہ تمہاری کتاب (قرآن پاک) میں ایک آیت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ عزوجل کی جڑ ہیں اور یہی آیت پیش کی (روح منہ) تو عالمہ واقدی نے یہ آیت پیش کی ”وَمَخْرُجُكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ“ اور تمہارے لئے وہ سب چیزیں مخرکیں جو آسمان اور زمین میں ہیں سب اس کی طرف سے ہیں (القرآن) کہنے لگے تمہاری بات مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی جڑ ہوں، عیسائی لا جواب ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ ہارون الرشید نہایت خوش ہوا اور واقدی کو گراں قدر انعام سے نوازا (روح المعانی ۶/۲۳۶)

عیسائی طبیب کی سمجھ میں بات آگئی اور وہ اسلام لے آیا، اب دیکھئے منکرین اور متحرفین کی عقل میں یہ بات آتی ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں یا کہ اپنے انکار پر ہی ڈٹے رہتے ہیں۔

علامہ ذرقانی فرماتے ہیں اے امن نور ہو ذائقہ لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة بلا واسطه شئ في وجوده “یعنی! اس نور سے پیدا کیا جو ذات باری تعالیٰ کا عین ہے (اس کا) یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مادہ ہے، جس سے نبی اکرام کا نور پیدا کیا گیا، بلکہ آپ کے نور کے ساتھ کسی چیز کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کا مادے کا تعلق ہوا۔ (شرح مواہب لدنیہ ۵۵/۱)

خواجہ شرف علی تھانوی دیوبندی بھی خود فیہک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”دبا بن معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا“ (نثر الطیب صفحہ ۱۱)

امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ ”ہاں عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی ذات رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوا، یا عیاذ اللہ ذات الہی کا کوئی حصہ یا کُل، ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور کُلے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی کچھ میں ملول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے سے ذات الہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الہی مانا کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳۰)۔ اور اور مقام پر فرماتے ہیں کہ ”حاشا! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الہی کا جز یا اس کا عین و نفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳۰، مجموعہ رسائل ”نور ساریہ“ صفحہ ۳۶)

لہذا یہ کسی کا بھی عقیدہ نہیں نور محمدی اللہ عزوجل کی ذات کا حصہ یا جز ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل۔ اہل سنت کے کسی بھی معتبر شخصیت نے یہ نہ لکھا کہ نور محمدی اللہ عزوجل کی ذات کا حصہ یا جز ہے۔ مخالفین خواہ خواہ اہل سنت پر جھوٹ باندھتے اور سخت بدگمانی کا شکار ہیں۔ اور خواہ خواہ زبردستی ایسے نظریات ہمارے سر چھونچتے ہیں جنکے ہم ہرگز قائل نہیں۔

اعتراض: قرآن میں ہے ”وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ“ اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا، لہذا حدیث نور اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں مطلق موجودات کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اجسام اور خصوصاً حیوانات کا ذکر ہے علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”یعنی ہم نے پانی سے ہر حیوان کو پیدا کیا یعنی ہر اس چیز کو جو حیات و حقیقہ سے متصف ہے، یہ تفسیر کلینی اور مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے، اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے: واللہ خلق کل دابة من ماء“ اللہ تعالیٰ نے ہر چوپائے کو پانی سے پیدا کیا (روح المعانی ۷/۳۴)

تو جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں حیوانات کے پیدا کرنے کا ذکر ہے اور حدیث نور میں کسی حیوان اور جسم کا ذکر نہیں ہے بلکہ ایک مجرد ہے جو تمام اجسام بلکہ تمام انوار سے پہلے پیدا کیا گیا اور وہ تھا نور مصطفیٰ۔ لہذا یہ اعتراض بن ہی نہیں سکتا۔

اعتراض: حدیث جامعہ کی سند ہی نہیں ہے لہذا ہم اس کو نہیں مانتے۔ وغیرہ۔

الجواب: جناب دینی (عرب امارات) کے علمی تحقیقی اشاعتی ادارہ عربیہ کی شائع کردہ مصنف عبدالرزاق میں اس حدیث شریف کی مکمل سند موجود ہے۔ جس کا حوالہ ہم جمعہ سند بیان کر چکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو پرانی شائع کردہ مصنف عبدالرزاق تھی ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آج بھی وہ بالکل ویسے ہی مکمل ہے جیسے امام عبدالرزاق کے دور میں تھی؟ جب مکمل نہیں اور یقیناً نہیں جیسے کہ مصنف عبدالرزاق کہ ابتداء میں تصریح کردی گئی ہے کہ مصنف عبدالرزاق کا مکمل نسخہ کہیں بھی نہیں مل سکا جس قدر مل سکے ہیں ان میں سے جو زیادہ کامل نظر آیا اسی کی طباعت کو تفسیرت جانا اور جو زیادہ ناقص تھے ان کو نہیں چھاپا اور لطف کی بات یہ ہے کہ کتاب الطہارت کے عنوان قائم کر کے پورا ورق خالی چھوڑ دیا گیا ہے اور نیچے لکھ دیا گیا ہے ہمیں اسکی روایات نہیں مل سکیں جس کو مل جائیں یہاں درج کرے۔

﴿وہابیہ اور اہل یہود کے حیلے﴾

قرآن پاک میں بھی ہے کہ "الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجْلُونَهُ مَكُوتًا عَنْهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ"۔ (ترجمہ) وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو ریت اور انجیل میں۔ (پ ۱۹ اعراف ۱۵۷)

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ اوصاف بتائیں جو توریت میں ہیں۔ **فرمایا میں خدا کی قسم توریت میں بھی ان کے اوصاف ہیں** جیسا قرآن مجید میں بعض ہیں یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا ہے نگہبان، خوشخبری دینا، ڈرنا تا، اور ان پر حلوں کی پناہ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ متوکل وہ ہوتا ہے جو بد خو، سخت گیر اور بازار میں چلانے والا نہ ہو، اور نہ ایسا کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دے بلکہ درگزر کرے اور معاف کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو وفات نہیں دے گا جب تک اس کے ذریعے طبعی ملت کو سیدھی نہ کر دے اور وہ کہہ نہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اس کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور پردے پڑے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔ (بخاری، مشکوٰۃ ۳/۱۲۲)

اسی طرح اکابرین علماء امت محدثین و مفسرین اکرم رحمۃ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی کتب احادیث، تفاسیر اور کتب سیرت و تاریخ میں انجیل و تورات کے حوالہ جات سے نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کی درجنوں بے رتیب نقل فرمائی ہیں۔

لیکن آج کوئی **عیسائی دیوبندی جھنجھٹ کر بیٹھے** کہ دیکھو ہمارے پاس جو انجیل و تورات ہے اس میں تمہارے نبی (پاک ﷺ) کا کوئی ذکر نہیں۔ لہذا قرآن کا یہ فرمان و دعویٰ غلط ثابت ہوا (معاذ اللہ عزوجل) یا صحیح بخاری شریف کی یہ روایت (یا دیگر سب ایسی روایات) من گھڑت ہے کیونکہ ہمارے پاس جو تورات ہے اس میں ایسا ذکر (نعت مصطفیٰ ﷺ) موجود نہیں تو جواب سیدھا سا ہے کہ قرآن پاک نے چودہ سو سال (1400) قبل یہ ارشاد فرمایا تھا لہذا تمہارے ذمہ یہ فرض ہے کہ چودہ سو سال قبل کی تورات و انجیل کے ان قدیم نسخوں کو پیش کرو۔ اور ان سے دکھاؤ کہ ان میں نبی پاک ﷺ کا ذکر موجود نہیں ہے کیونکہ آج کے نسخوں میں سخت تحریف و رد بدل پایا جاتا ہے۔

تو بندہ عاجز و ہلپوں کو بھی یہی جواب دیتا ہے کہ مصنف عبدالرزاق کا اصلی و قدیم نسخہ سے یہ پیش کریں کہ جو حدیث نور (یا حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ) کی سند درج نہیں ہے۔ کیونکہ آج کا جو نسخہ مصنف عبدالرزاق کا ہے وہ مکمل نہیں ہے۔

جہاں حضرت علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدینہ میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور وہ آج سے تقریباً چھ سو سال (600) پہلے گزرے ہیں اور ان کی نقل پر کسی کو اعتراض پیدا نہیں ہوا ایسی صورت میں 600 سال بعد اگر مصنف عبدالرزاق کے نسخے مکمل دستیاب نہیں ہو سکتے تو اتنی صدیاں (پہلے) قبل ان کا مکمل طور پر دستیاب ہونے کا امکان قوی موجود ہے اور نقل کی شخصیت بھی انتہائی قابل اعتماد و وثوقی ہے تو پھر اس انکار اور دیدہ دلیری کا کیا جواز، انکار حدیث کا کیا معنی اور اکابر علماء کی ذات کو ہدف تنقید بنانے کا کیا مطلب ہے۔

پھر یہ حدیث نہ صرف مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے علامہ احمد قسطلانی نے مواہب لدینہ میں لکھی۔ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ یوسف بن اسماعیل نجفانی، علامہ فہامہ علی بن محمد بن الدین طبری، سلا مین کاشی سلاطین قاری وغیرہ اور جنوں محدثین و مفسرین و اکابرین نے بھی لکھی۔ تو کیا ان سب میں سے آج تک کسی نے بھی یہ اعتراض کیا کی "سند" نہیں کیا ان محدثین و ائمہ دین کا بغیر کسی اعتراض کے اس حدیث کو نقل کرنا ہی اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ حدیث قابل اعتماد ہے؟ اور پھر کیا مقل پر صحت نقل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ اور جن علماء و اعلام نے اس حدیث کو نقل کر دیا ہے انہوں نے کسی قابل وثوق طریقہ سے معلوم کئے بغیر اس حدیث کو درج کر دیا؟ لا حول ولا قوۃ۔

جہاں یہ حدیث وہابیوں و دیوبندیوں کے مجدد و حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی اپنی کتاب "مختصر الطیب" میں لکھی۔ تو اس مجدد صاحب نے یہ روایت اصل کتاب میں دیکھے بغیر یا مستند نقل کی نقل دیکھے بغیر کس طرح نقل کر دی؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہابیوں کے مجدد صاحب صرف نام ہی کے مجدد ہیں باقی ان کو کچھ تحقیق و علم تک نہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ حدیث بھی ہے یا نہیں؟ تو کیا وہابیہ ایسے ہی لوگوں کو مجدد دین مانتے ہیں؟ اور پھر مجدد قو دین میں شامل ہو جانے والی غلط باتوں کو الگ کرتا ہے اور خالص دین امت مصطفیٰ ﷺ کے سامنے پیش کرتا ہے لیکن اسکے برعکس دیوبندی مجدد و غلط عقائد دین میں داخل کرتے دکھائی دیتے ہیں اور بے سرو پا روایات کو احادیث رسول کہتے دکھائی دیتے ہیں تو اس الجھن کو اب دیوبندی ہی حل کریں۔

جہاں پھر نہ صرف وہابیوں کے مجدد نے یہ حدیث لکھی بلکہ دیگر دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے جدید علماء و اکابرین نے اس کو نقل کیا تو کیا ان سب کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث

ہے یا نہیں؟ اور بغیر سند کہ حدیث کو کیوں قبول کیا؟ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ (معاذ اللہ) اتنے معتبر وہابی اکابرین جن کو شیخ الحدیث و تفسیر، حکیم الامت و مجدد و قرار دیا جاتا ہے اور وہابیہ کو ان پر بہت ماز و فخر ہے اور ان کے مسلک کی ہر اونچ نیچ انہی کے سر ہے لیکن ان سب کی حالت یہ ہے کہ من گھڑت اور بے سند روایات نقل کر رہے ہیں۔ اور (بقول وہابیہ معتز ضعیفین کے) جو حدیث نہ ہو اس کو حدیث قرار دے رہے ہیں اور ساری زندگی نبی پاک ﷺ پر جھوٹ باندھتے رہے ہیں اور معاذ اللہ افتراء سے کام لیتے رہے ہیں اور فرمان نبوی ﷺ "من علی قلب متعمدا فلیتواء مقعلا من النار" جو شخص مجھ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھے اسکا ٹھکانہ جہنم کی دہکتی آگ ہے۔ (صحیح حدیث) کے مطابق تمام وہابیہ اکابرین (حاکم وہابیہ اعتراض کے مطابق تمام محدثین و آئمہ دین و بزرگان دین بھی) اپنی جگہ جہنم کی دہکتی آگ میں بناتے رہے ہیں اور تمام کے تمام معاذ اللہ وہابیہ کے نزدیک جہنمی ہو گئے۔ اللہ عز و جل وہابیہ کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

آخر میں ہم وہابیہ سے گزارش کریں گے کہ کسی ایک متفق علیہ محدث کا حوالہ بطور اعتراض اس پر پیش کرو کہ فلاں محدث نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ اسکی سند نہیں یا من گھڑت ہے۔ انتہا ماللہ عز و جل وہابیہ لاکھ کوشش کے باوجود ایسا حوالہ پیش نہ کر سکے گا۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا

﴿وہابیوں کی تحریفات﴾

پھر اس مصنف عبدالرزاق کو چھاپنے والے سی وہابی صاحبان ہیں تو کیا بعید کہ تعصب سے کام لے کر اس روایت یا سند کو نکال دیا ہو وہابیوں کا یہ تعصب کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔

جلد دیکھئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں ایک حدیث لکھی کہ جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو کہے "بسمحمد" تو پاؤں ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن وہابیوں کے "دارالاشاعت اردو بازار کراچی" میں وہابیوں نے حدیث کے الفاظ "بسمحمد" کو تبدیل کر کے صرف "محمد" لکھ دیا اور "یا" کا لفظ ہی ختم کر دیا لیکن بے وقوفوں کو دیکھو کہ اردو ترجمہ کرتے وقت لکھ دیا "اے محمد" جس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ وہابیہ کی چال و دھوکہ ہے۔ دیکھئے الادب المفرد صفحہ ۵۹۹ دارالاشاعت کراچی اس لئے جب وہابی حدیث کے پورے پورے الفاظ ہی ختم کر سکتے ہیں تو کیا بعید کہ سند ہی ختم کر دے۔

جلد غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب کتاب "تفہیم الطالبین" وہابی اشاعتی اداروں کی طرف سے شائع شدہ میں جگہ جگہ وہابیوں نے تحریفات کر دیں ہیں۔

جلد دیوبندی کتب کے ناشر ادارہ اشاعت کراچی نے تھانوی کی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب" کے جدید ایڈیشن سے مقدمہ حذف کر دیا جس میں حضور ﷺ کا "دافع البلاء والمواء" ہونا ثابت ہے اور اسمیں تھانوی صاحب نے "تہذیب و ہد" کی وجہ تصنیف بھی لکھی تھی۔

جلد "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب" کی ایک سو فیصل میں تھانوی صاحب نے مفتی الہی بخش کاندھلوی کا رسالہ "تہذیب الحبيب" نقل کیا تھا۔ جس میں توسل و استغاثہ کا ان اشعار میں کیا گیا تھا۔ دیکھیں میرے نبی..... بخشش میں تم ہی ہو میرے ولی..... ہر تمھارے ہے کہاں میری پناہ..... فوج کلف مجھ پہ آ غالب ہوئی (الخ) لیکن جدید ایڈیشن سے وہابیوں نے اس پورے باب کا صفایا کر دیا۔

جلد تھانوی کا ایک واقعہ "شکر العبد بذكر الرزق" کے حاشیے پر مرتب مولوی ظفر احمد تھانوی نے مولوی تھانوی کی بابت لکھا کہ "میں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ص ۱۸۔ مگر ادارہ نالیفات اشرفیہ ملتان تھانوی کی دھوکہ کئی جلدوں میں شائع کی لیکن دیوبندیوں نے ہاتھ کی صفائی سے یہ حاشیہ غائب کر دیا۔

جلد اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" میں جو گستاخانہ عبارت تھیں ان کو بغیر تو بہ و شرعی حکم کے تبدیل کر دیا گیا۔ تفصیل کیلئے "تقویۃ الایمان میں تحریف کیوں؟" کتاب کا مطالعہ کیجئے۔

جلد اسی طرح تحذیر الناس، حفظ الایمان، فتویٰ رشیدیہ، فضائل اعمال میں وہابی دیوبندی حضرات خوب رد و بدل کرنے میں مصروف ہیں۔

جلد تفسیر روح البیان۔ جلد مسند احمد بن حنبل۔ جلد مدارج النبوت کی متعدد عبارات میں تحریفات و رد و بدل کا جا دو وہابیوں نے خوب دکھایا ہے۔ تفصیل کیلئے ضلیل احمد رانا

صاحب کی تحریر "تحریفات" کا مطالعہ کیجئے۔ (www.Islamiceducation.com) سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ لہذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مصنف

عبدالرزاق کے نسخے میں بھی وہابیہ نے اپنی جا و گری کا بھرپور مظاہرہ دکھایا ہے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صدیوں سے جس حدیث کو بڑے بڑے علماء محدثین و مفسرین کرام علیہم الرضوان نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اس کا سر سے کوئی وجود ہی نہ ہو۔

﴿نور محمدی قلم یا پانی اول کون؟﴾

اعتراض: ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا لہذا قلم سب سے پہلے ہوئی نہ کے نور۔

الجواب: سب سے پہلے تو وہابیہ کے صاحبان اس ضابطہ سے بحث کرتے ہیں کہ یہ قاعدہ کس حد تک درست ہے حقیقت حال یہ ہے کہ قطعی اور ظنی میں تعارض ہو تو ظنی کھلیے رو نہیں کر دیا جاتا بلکہ تطبیق کی کوشش کی جائے گی اگر تطبیق ہو سکے تو بہتر ورنہ ظنی کو ترک کر دیں گے مثلاً **فاقروا ما قیسر منه** ارشاد ربانی ہے جس نے نماز میں نفس قرأت کا فرض اور ضروری ہونا ثابت ہو رہا ہے خواہ کوئی بھی سورۃ ہو لیکن حدیث شریف سے ثابت ہے **”لا صلوة الا بفتح الکتاب“** کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی لیکن آیت کے مقابل ہونے کے باوجود ائمہ کرام نے حدیث کو رو نہیں کیا بلکہ تطبیق اس طرح دی ہے کہ نفس قرأت فرض ہے۔ قرآن مجید کی رو سے اور سورۃ فاتحہ واجب ہے اس خبر و حدیث کی رو سے لہذا اعلیٰ الاطلاق یہ قاعدہ مستعمل نہیں بلکہ پہلی شرط تطبیق کی کوشش ہے۔

علاوہ ازیں **اول ما خلق القلم** میں اولیت حقیقی مراد ہو سکتی ہی نہیں۔ کیونکہ مسلم شریف میں یہ روایت اس طرح منقول ہے: **قال رسول اللہ ﷺ کتب اللہ مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسين الف سنة قال وكان عرشه على الماء۔** ترجمہ سرور عالم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی مقادیر لکھوا دی تھیں جب کے اس کا عرش پانی پر تھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر جلد اول) جس سے صاف ظاہر ہے کہ عرش پہلے موجود تھا علاوہ ازیں قلم کو پیدا کر کے یہ حکم دیا گیا۔

اکب فقالہ: ملاکب؟ قال اکب القدر فکب ماکان وماهو کائن الی الابد۔ (اے قلم) لکھ! تو قلم نے عرض کیا اے اللہ! میں کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لکھ۔ چنانچہ قلم نے جو کچھ (پہلے) ہوا اور جو کچھ آئندہ آبد تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ لکھ دیا۔ (مسند احمد ۵: ۳۱۷، سنن ابی داؤد رقم: ۴۷۰۰ مشکوٰۃ المصابیح رقم: ۹۳) وقال الترمذی حسن صحیح غریب

معلوم ہوا کہ قلم سے پہلے مخلوقات تھیں جس کو **ماکان** سے تعبیر کیا گیا جب یہاں اولیت ہی اضافی ہے تو اس حدیث کی آڑ میں نور اقدس کی اولیت سے انکار کرنے کا کیا معنی؟ یہاں غور کیجئے اگر تخلیق قلم سے پہلے اگر کوئی اور چیز موجود نہیں تھی تو باری تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ **”اکب ماکان“** لکھ دے جو کچھ ہو چکا ہوا“ بے معنی ہوتا **”ماکان“** اس امر کا متقاضی ہے کہ قلم کی پیدائش سے پہلے کوئی اور پیدا کی جا چکی تھی جس کے بارے میں قلم کو حکم ہوا کہ **”اکب ماکان“** لکھ جو کچھ ہو چکا اس سے مراد **اول ما خلق اللہ** **نوری** کے پیش نظر حضور ﷺ کی ذات بابرکات مقصود تھی۔ بصورت دیگر **”ماکان“** سے ذات باری تعالیٰ اگر مراد لی جائے تو خدا تعالیٰ کا حادث اور محدود ہونا لازم آتا ہے لہذا **ماکان** سے صرف نور محمدی ﷺ ہی مطلوب مقصود تھا۔

علامہ علی القاری مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں: **”فی الاذہا اول ما خلق اللہ القلم یعنی بعد العرش والماء والذبیح لقوله عليه السلام کتب اللہ مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارضین بخمسين الف سنة وكان عرشه على الماء (رواہ مسلم) وعن ابن عباس عن قوله تعالى وكان عرشه على الماء على ای شی کان الماء قال علی متن متن الريح (رواہ البيهقي مذكره الايهوي) ازہاد میں ہے کہ قلم کے اول الخلقات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عرش، پانی، ہوا کے بعد یہ پہلی مخلوق ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مقادیر خلقت کو لکھ دیا تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا عرش پانی پر تھا تو یہ فرمائیے! پانی کس پر تھا تو انہوں نے فرمایا ہوا کی پشت پر (اس کو بھی نے روایت کیا اور ابہری نے ذکر کیا) **الاولیۃ اضافیۃ** لہذا اول ما خلق اللہ القلم من اولیت حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے۔ (تو اس صورت میں حدیث نور میں اولیت ہونے سے یہ حدیث کیونکر مانع ہو سکتی ہے اور یہی تحقیق علماء اعلام و مقتدیان امام نے ذکر کی ہے)۔**

علامہ علی قاری نے فرمایا **”فالاولیۃ اضافیۃ والاول الحقیقی فهو النور المحمدی علی مابینۃ فی المورد للمولد“** نور محمدی اول حقیقی ہے جس طرح کہ میں نے رسالہ میلاد **”المورد للمولد“** میں اس کی تحقیق بیان کی ہے اور قلم میں اولیت اضافی ہے یہی علامہ علی القاری مرقات جلد اول صفحہ ۱۳۶ پر علامہ ابن حجر عسقلانی کی کے حوالے سے فرماتے ہیں **”قال ابن حجر اختلفت الروایات فی اول المخلوقات وحاصلها کما بینۃ فی شرح شعائل الترمذی ان اولها النور الذی خلق منه علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم الماء العرش ثم القلم۔“** یعنی ابن حجر نے فرمایا: اول الخلقات کوئی شے ہے اس میں روایت مختلف ہیں مگر ان میں تطبیق کی صورت وہ ہے جو میں نے شائل الترمذی کی شرح میں ذکر کی ہے کہ سب سے اول وہ حضور ﷺ کا نور ہے اسکے بعد پانی اور بعد ازاں عرش پھر قلم۔ (مرقات ج ۱ ص ۱۲۲)

علامہ قسطلانی نے اس مسئلہ یعنی قلم کا اول مخلوق ہونے کی بحث کرتے ہوئے فرمایا ترجمہ اس سوال کے جواب میں کہ آیا قلم نور محمدیؐ کے بعد اول المخلوقات ہے علماء کا اختلاف ہے۔ حافظ ابویعلیٰ ہمدانی فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ عرش قلم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے (اور علامہ زرقانی نے اس کو جمہور کا مذہب مختار قرار دیا ہے) کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت یہی ہوتا ہے (اور وہ حدیث ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں) اور احمد و ترمذی نے حضرت ابو زرین رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور سدی نے متعدد اسانید سے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی سے پہلے کوئی شے پیدا نہیں فرمائی تو ان مختلف روایات میں تطبیق اور موافقت اس طرح پیدا کی جائے گی کہ قلم کا اول المخلوق ہونا نور محمدیؐ پانی اور عرش کے ماسوا کے اعتبار سے ہے اور یہ تو جہہ بھی کی گئی ہے کہ ہر شے کی اولیت اپنی اپنی جنس کے لحاظ سے ہے یعنی انوار میں سے سب سے پہلے نور محمدیؐ کو پیدا کیا گیا اور اقلام میں سے اس قلم کو اور جن اشیاء پر عرش کا لفظ بولا جاتا ہے ان میں سے اس عرش اعظم کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

(۲) **اول ما خلق اللہ نوری** والی حدیث کو شیخ الامام لاوحدہ راجد محمد مہدی بن احمد بن علی یوسف النجاسی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے اور اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے ”ومن نوری خلق کل شئی“ اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا گیا“ (مطالع المسرات صفحہ ۲۹ موضوعات قاری صفحہ ۹۹، اسناد) دیکھئے اس ہی حدیث میں ”کل شئی“ کے الفاظ موجود ہیں تو قلم، پانی وغیرہ بھی تو کل شئی میں شامل ہیں۔ جب شامل ہیں تو قلم و پانی بھی آپ کے نور سے بنے اور بعد میں بنے اول آپؐ کا نور ہی تھا۔

﴿تھانوی صاحب کا ارشاد﴾

تھانوی صاحب حدیث نور کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ”اس حدیث سے نور محمدیؐ کا اول المخلوق ہونا با اولیت حقیقہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدیؐ سے متاخر ہونا اس حدیث میں منسوم ہے۔ (نشر الطیب ۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ جن جن اشیاء (مخل، پانی، دھوان، قلم وغیرہ) وہ سب نور محمدیؐ کے بعد ہیں اور اولیت ان سب میں نور محمدیؐ ہی کو ہے۔

﴿شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا فیصلہ﴾

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اور عقل والی حدیث کی اولیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”یعنی جان لو کہ پہلی مخلوق کائنات کے ظہور اور تمام عالم اور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب نور محمدیؐ ہے چنانچہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوریؐ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور جس حدیث میں اول ما خلق اللہ العقل کا ذکر ہے اس حدیث کو محمد شین و محققین کے ہاں وجہ قبولیت حاصل نہیں یعنی اس کی سند میں کلام ہے (مدارج النبوت ۲/۲) **توجہ:** یہاں پھر وہی حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ اول ما خلق اللہ نوریؐ کی حدیث صحیح ہے اور اس کی سند پر کوئی کلام نہیں ورنہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اول ما خلق اللہ العقل والی حدیث کی سند کے بارے میں ارشاد فرمادیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حدیث نور کی سند پر اعتراض ہو اور وہ کچھ کلام نہ کریں۔ یہی فیصلہ سند والی حدیث کو اس حدیث پر فوقیت دیں جس کی سند پر کلام ہے۔ لہذا نور والی حدیث کو عقل والی حدیث پر فوقیت دینا علی واضح ثبوت ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی دونوں احادیث کے بارے میں مکمل علم اور جانچ پڑتال رکھتے تھے اور حدیث نور پر ایسا کوئی اعتراض نہیں تھا جو آج وہابیہ پیش کر رہے ہیں۔

﴿مثل نوره كمشكاة﴾ کی تفسیر

قرآن پاک میں ہے ”اللہ نور السموات والارض۔ مثل نوره كمشكاة فيها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة كانها كوكب دري“ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔ (پ ۱۸ ع ۱۱) اس آیت میں ”مثل نوره“ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین و محدثین کرام نے ”نور“ کا مرجع شہنشاہ کون و مکان سیدنا محمد رسول اللہؐ کی ذات کو قرار دیا۔

(۱) تفسیر خازن میں امام علاؤ الدین علی بن محمد خازن فرماتے ہیں ”مثل نوره وقيل هو محمد ﷺ“ مثل نور کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا کہ وہ محمدؐ کے نور کی مثال ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۶۳)

(۲) تفسیر ابن جریر میں امام جعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ ”قال جاء ابن عباس ابی کعب الاحبار فقال له سئل عن قول اللہ عز وجل اللہ نور السموات والارض مثل نوره مثل محمد ﷺ“ فرمایا کہ ابن عباس کعب الاحبار رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ بزرگ و بڑے کے اس

قول کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ہے“ (کی تفسیر بتائیں) تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مثل نورہ میں محمد ﷺ کے نور کی مثال ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۹۵)۔

تفسیر ابن جریر میں ایک اور روایت بھی ہے کہ ”عن سعید بن جبیر فی قوله مثل نورہ قال محمد ﷺ“ سعید بن جبیر سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا کہ مثل نورہ کا مطلب کیا ہے تو آپ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵)۔

(۴۳) مواہب اللدنیہ اور زرقانی شریف میں علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری و محمد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مثل نورہ کمشکوۃ المراد هنا محمد ﷺ“ اللہ تعالیٰ کے فرمان مثل نورہ کمشکوۃ میں نور سے مراد سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں۔ (مواہب اللدنیہ۔ زرقانی ج ۳)

علامہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”مواہب اللدنیہ و باب خود بخود میل ست“ مواہب اللدنیہ اپنے باب میں لائانی کتاب ہے (بتان الحمد شین ۱۱۹) دیوبندیوں کے مشہور مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ ”زرقانی علی الموہب یہ مواہب اللدنیہ کی شرح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کبلی کے بعد کوئی کتاب اس جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی (سیر النبی ص ۴۱ ج ۱)

(۵) محدث قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس آیت ”لله نور السموات والارض مثل نورہ“ میں کعب احبار اور ابن جریر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”دوسرے نور سے مراد محمد ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مثل نورہ کے معنی یہ ہیں کہ محمد ﷺ کے نور مبارک کی مثال ہے۔ (شفاء شریف)

(۶) نسیم الریاض عن علامہ شہاب الدین افغانی علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں ”والمعنی مثل نورہ ای نور محمد ﷺ“ اور مثل نورہ کے معنی نور محمد ﷺ ہیں۔ (نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۱۰)

(۷) شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”فی هذا الاية من قوله مثل نورہ هو محمد ﷺ“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”مثل نورہ“ میں اُس کے نور سے محمد ﷺ کے نور کی مثال مراد ہے۔ (شرح شفاء ج ۱ ص ۱۰۹) حاشیہ نسیم الریاض (۸) اس کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں ”والاظهر ان يقال المراد بالنور محمد“ سب سے واضح اور ظاہر بات یہی ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد محمد رسول ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ (شرح شفاء ج ۱ ص ۱۰۹) نسیم الریاض (۸) تفسیر درمنثور میں امام ہلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ”مثل نورہ مثل نور محمد ﷺ“ مثل نورہ میں محمد ﷺ نور مبارک فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۲۹)

(۹) تفسیر معالم القزیل میں امام ابو محمد الحسن بن علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”مثل نورہ وقال سعید بن جبیر والضحاك هو محمد ﷺ“ مثل نورہ کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاك رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ حضرت نبی پاک ﷺ ہیں۔ (معالم القزیل ج ۵ ص ۶۳)۔

(۱۰) تفسیر غرائب القرائن میں امام نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین انصاری نے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”والنبي نوراً وصراجاً منيراً“ نبی پاک ﷺ نور ہیں اور سورج ہیں نور دینے والے۔ (جلد ۱۸ صفحہ ۹۳)

(۱۱) حضرت اہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”مثل نور محمد ﷺ اذ كان مستودعاً في الاصلاب“ نور محمد ﷺ کی مثال کی مثال جب کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں جلوہ گر تھے۔ (شفاء شریف، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۱۱)

(۱۲) امام محمد شافعی قاری ”جامع الرسائل“ میں فرماتے ہیں کہ ”بل في الحقيقة كل نور خلق من نورہ وكذا قيل في قوله تعالى الله نور السموات مثل نورہ ای نور محمد ﷺ“ بلکہ فی الحقیقت ہر ایک چیز آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی جیسا کہ آیت کریمہ میں فرمایا اللہ نور السموات مثل نورہ میں نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ (جامع الرسائل جلد ۱ ص ۴۷)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے نور کی مثال محمد ﷺ کی ذات پاک ﷺ ہے اور یہ نور پاک پشتوں سے منتقل ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک اور احادیث پاک میں بھی یہ بات موجود ہے۔ جسکی مزید وضاحت وَتَقْلِبْكَ فِي السَّجِّينِ کی تفسیر میں ملاحظہ کیجئے۔

﴿—سراجا منیرا—﴾

اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے اندر ارشاد فرمایا کہ ”يا ايها النبي اذا منلک شاهد و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا“ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) چمک ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانا اور چمکا دینے والا

آفتاب۔۔ (۲۲ ۲۶)

☆ علامہ راغب صفحہ ۱۲۷ "السراج" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "يعبر به عن كل مضيء" ہر روشنی کرنے والی چیز کو بھی سراج کہا جاتا ہے (مفردات جلد ۱ ص ۱۲۷)

☆ علامہ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ الباری لفظ سراج کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”نبی پاک ﷺ کا اسم شریف سراج اس لئے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے جس سے کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کئی نہیں ہوتی۔ (زرقاتی شریف ۱/۳۱۷)

علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ الباری سر اجانیرا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”حضور ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں اور سورج کی طرح وہاج (جلانے والا) کی صفت سے متصف نہیں فرمایا بلکہ منیر افرمایا کیونکہ منیر اس کو کہتے ہیں جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلانے نہیں بخلاف وہاج کے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ حرارت بھی دیتا ہے اور جلانا بھی ہے (مواہب اللدیج ۳ ص ۱۷۱)“

۱۵ اسی طرح غیر مقلدین کے امام ابن قیم نے اپنی کتاب ”زوالعاد“ میں لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسراج منیر روشن چراغ رکھا اور سورج کو اسراج اور ویاچ (جلانے والا چراغ) منیر ا جلانے بغیر روشنی دیتا ہے اور ویاچ کی روشنی میں حرارت اور جلانا بھی شامل ہوتا ہے۔ (زوالعاد/۸۲)۔

☆ اسی طرح لسان العرب میں ہے: "انما یورید مثل السراج الذی یستضاء به او مثل الشمس فی النور والظہور" بلاشبہ اس آیت میں سراج منیر سے حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو چراغ کی مثل فرمایا ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا آفتاب کی مانند فرمایا ہے تو نور میں اور مکیہ و مدینہ میں۔ (لسان العرب جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

اللہ عزوجل نے سورج کو بھی سراج فرمایا ”جعل الشمس مرآجا“ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روشنی دینے والا بھی بنایا ”وجعلنا مرآجا وهاجا“ اور بنایا ہم نے چراغ سورج چمکتا (پ ۲۰ ع ۱)

ﷺ علامہ اسماعیل حق رحمتہ اللہ علیہ حضور ﷺ کی سراج منیر کی صفت سے متصف ہونے کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”جسٹھق ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کر دیں جائیں تو پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی کئی نہیں ہوتی جملہ الہیان ظاہر اور شہو اس امر پر متفق ہیں کہ خدائے قدوس نے جملہ انبیاء حضور ﷺ کے نور سے پیدا فرمائے اور حضور ﷺ کے نور میں ہرگز کوئی کی توقع نہ نہیں ہوتی۔“ (تفسیر روح البیان ۲/۱۳۹)۔

☆ علماء دیوبند کے مولوی رشید احمد ننگوئی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اور نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ کو شاہد مہشتر نہ پراور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر ہم نے بھیجا اور منیر روشن کرنے والے اور نور دہنے والے کو کہتے ہیں۔ (امداد السلوک صفحہ ۸۵)“

☆ علمائے دیوبند کے محمد اویس کاغذ بلوی یوں لکھتے ہیں "سراج منیر کشمیں الضحیٰ خیر البرایا و نور قدیم" نبی کریم ﷺ کے سورج کی مانند روشنی دینے والے چراغ ہیں جملہ مخلوق سے برتر اور نور قدیم ہیں۔ (مقدمے مقالات حریری)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ خود بھی نور ہیں اور دوسروں کو بھی نور دینے والے ہیں۔ جیسا کہ کہیں احادیث سے ثابت ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے حضورؐ نور ہدایت بھی ہیں اور آپؐ کی ذات بھی نور (حسی و معنوی) ہے۔ جس طرح کے سورج کی ذات بھی نور ہے اور صفت بھی۔ خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نورانیت عطا کرتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ يَقْرَأُوا الْكِتَابَ ۖ وَلْيَنْصَحُوا الْبَيْنَ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَيْنَهُمُ الْبَيْنَةُ ۚ وَلْيُتْلَى عَلَيْهِمْ الْآيَاتُ ۚ وَلْيَحْذَرُوا الْيَوْمَ الَّذِي يَأْتِيهِمُ الْغَوْثُ ۚ﴾

یہاں ہم اپنی دلیل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی جواب دیتے چلیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "اس حدیث جاہلہ میں نور سے مراد روح محمدیؐ ہے لہذا آپؐ "مور نہیں" تو یاد رہے کہ یہاں نور سے مراد روح ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ **"قَالَ بَحْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قُرُونِ الْفَرُّقَانِ حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ لَذِي كُنْتُ مِنْهُ"** ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بیشک میں حضرت آدم علیہ السلام کے افضل ترین زمانے میں مبعوث ہوا ہوں یکے بعد دیگرے زمانے گزرتے رہے حتیٰ کہ میں اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔ (بخاری کتاب الاتیاء شفا ص ۸۰)

ہذا الجلد یث و سعودی عرب کے اشاعتی ادارے دار السلام کی طرف سے صحیح بخاری شریف کو مختصر کر کے دو جلدوں میں شائع کیا گیا اس کے اندر بھی یہی حدیث موجود ہے کہ ”میں یکے بعد دیگرے بنی آدم کے بہترین ناموں میں ہوتا گیا ہوں یہاں تک وہ زمانہ آیا جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔ (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۷۷۔ دار السلام)

قرن کا لفظی معنی ”ملنا“ ہے اور اصطلاح میں اسے ”جماعت، گروہ اور زمانہ“ کے معانی میں استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے اس حدیث کی نص قطعاً سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) لَوْ تَقَلَّبَكَ فِي السَّجَلَيْنِ ہم نے آپ کو مجھ کرنے والوں میں منتقل فرمایا۔ (القرآن)۔

(۲) زَيْنًا وَابْنَتْ فِيهِمْ وَمَوْلَا مِنْهُمْ ۚ سَخَا بَجَرَاي (نیک) گروہ میں سے ایک رسول بھیج ان میں سے۔ (القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَتَقَلَّبَكَ فِي السَّجَلَيْنِ" کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک نئی سے دوسرے نئی کی طرف پھیر دیتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی پیدا فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اصحاب میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا۔ اسی حدیث کے راوی ابو نعیم ہیں۔ (مواہب لدین جلد ۱ صفحہ ۶۲، تفسیر روح المعانی ۱۰/۱۳۷)

علامہ محمد بن علی الصبان علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اسعاف الراغیین علی ہامشہ نور الابصار صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں "انتقال النور الذی کان فی وجہ عبد اللہ واللہ الی وجہہ" حضور ﷺ کا نور جو آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے چہرے پر تھا وہ آپ کی والدہ ماجدہ کے چہرے میں منتقل ہو گیا "السجلین یراک حین تقوم وتقبلک فی السجلین" تفسیر مدارک اور تفسیر جمل میں مرقوم ہے کہ حضرت جواد اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آپ کے والدین کریمین تک مومنین کے اصحاب و احرام میں ملاحظہ فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے تمام آباء ماجد اور حضرت آدم تک سب مومنین تھے (تفسیر مدارک و جمل)

علامہ شمس الدین ابن ناصر الدین الدمشقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "تَحْتَظَرُ لَمْ أَحْمَدُ نَوْرًا عَظِيمًا تَلَا فِي جَبْهَةِ السَّاجِدِينَ" احمد مجتبیٰ ﷺ کا نور عظیم منتقل ہو کر ساجدین کی پیشانیوں میں چمک اٹھا (المقامات السنیسیہ صفحہ ۱۶، مسالک الحنفیہ صفحہ ۳۵، الدرر المنیہ ۱۶)

علامہ ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر احمد اشعرسانی فرماتے ہیں "نور محمدی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ہوتا ہوا وہ نور حضرت اسماعیل علیہ السلام حتیٰ کہ حضرت عبد المطلب کی پشت تک پہنچا اور اسی نور کو امیر ہیرہ کے ہاتھی محمود نے سجدہ کیا اور "وہیو کہ ذالک النور دفع اللہ تعالیٰ شرابوہ" اور اسی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے امیر ہیرہ بن اڑم کی شرک و کفر مٹا دیا (مسالک الخفاء للسیوطی ۳۰۳، الدرر المنیہ ص ۱۶۰، کتاب المعل والنحل الاشرع مسانی ۲۳۸، التعظیم والمنتہ ۵۵)

علامہ احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف فضل الصلوٰت کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں "حل نور له بظہر ایه آدم ثم فی کوام بنیہ" ان کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ تک پہنچا۔ (صفحہ ۲۰۵)

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "ان الملائکہ امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد فی جبهہ آدم" فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم ملنے لگا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضرت محمد ﷺ کا نور تھا (تفسیر کبیر ۳۰۲/۲، جواہر البحار ۴۵۵)۔

علامہ ابن جوزی اور علامہ بکری نے اپنی کتب میں لکھا ہے "جب آدم علیہ السلام کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے بیٹے مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے اس نور محمدی کے متعلق ہمدیوں چچھاری پیشانی میں جلوہ گرہے کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرنا (بیان المیلاد النبوی ۶۰، کتاب الافوار و مصباح السرور و الفکار ۷۰۶)

علامہ ابوشامہ عثمانی دینوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے باہم مراد ہیں یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی سلب سے دوسرے نبی کی سلب تک منتقل ہوتا ہے اور اگر میں نبی ہو کر تشریف لانا اور بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور ﷺ کے والدین کا ایمان پر استدلال کیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

علامہ شہاب الدین خضائی شرح شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے جملہ آباء و اجداد کی پیشانیوں میں تھا اور آپ ﷺ کا نور مبارک حسی ہے جیسا کہ شب باریک میں چاند۔ (شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس نور تھا وہ ہزار سال پہلے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ نور شیخ کہتا رہا اور فرشتے بھی اس کی شیخ کے ساتھ شیخ پڑھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو آدم علیہ السلام کی پشت میں مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف اتارا، وہ مجھے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں جبکہ وہ کشتی میں تھے رکھ دیا اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں مجھے آگ میں ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ کرم والی چشموں اور طہارت والوں رحموں سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا جو زمانہ پر کبھی نہ ملے (رواہ ابو نعیم، جواہر البحار ج ۳ صفحہ ۲۹۸، شفاء شریف قاضی عیاض)

علامہ ابو یوسف کے حکیم الامت مولوی شرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار

سال پہلے اپنے پروورگار کے حضور میں ایک نور تھا (نشر الطیب صفحہ ۱۲۱ شرف علی تھانوی)

بعض دیوبندی ان احادیث کو من گھڑت و موضوع قرار دیتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ کیا آپ کے حکیم الامت کو معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث من گھڑت ہے؟ اگر معلوم تھا تو کیا دیوبندی مجدد و حکیم الامت ایسے ہی ہوتے ہیں جو کہ من گھڑت روایات لکھیں؟ اور پھر اس پر کسی قسم کا کلام بھی نہ کرے؟ پس ماننا پڑے گا کہ یہ روایت تھانوی صاحب کے نزدیک حجت و قابل قبول تھی ورنہ نقل نہ فرماتے۔ لہذا اب یہ علماء دیوبند کی سر دردی ہے کہ وہ آج کے ختم مولاں صاحبان کو مانیں یا پھر اپنے حکیم الامت مجدد تھانوی صاحب کی۔

۱۱۔ یہی تھانوی صاحب مزید ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال لباس زیب تن ہیں انکو سخت حیرت ہوئی..... چنانچہ انہوں نے اول قبیلہ سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور عبدالمطلب کے بدن سے منک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور انکی پیٹانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شہیر کی طرف جاتے اور ان کے ذریعے سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب و صوفتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ہر گز نور محمدی ﷺ کے باران عظیم مرحمت فرماتے الخ الموبہ (نشر الطیب صفحہ ۲۱ چوتھی فصل)۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے نبی پاک ﷺ کی شکل میں نسل در نسل منتقل فرمایا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آپ ﷺ کے والدین تک منتقل ہو گیا۔ خود تھانوی صاحب کی مذکورہ روایت سے بھی ثابت ہوا کہ نور محمدی ﷺ جو آپ کے والد ماجد کے بدن (تک پہنچا تھا وہ) بعد نکاح آپ کی والدہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

اب سنئے ان آیات و احادیث مبارکہ سے اس نور کا حضرت آدم علیہ السلام کی طلب اقدس میں ودیعت کیا جانا اور یکے بعد دیگرے اصلا بآباء اور ارحام امہات میں منتقل ہونا ثابت ہے۔ اگر اس نور سے مراد روح اقدس ہو تو آنحضرت ﷺ کے روح اقدس کا حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام و دیگر آباء و اجداد کی اصلا ب میں موجود ہونا لازم آئے گا جس کا بطلان واضح ہے اور پھر اسی روح کا ارحام امہات میں مستقل ہونا لازم آئے گا حالانکہ آباء سے امہات کے ارحام میں جو چیز منتقل ہوتی ہے وہ مادہ ہوتا ہے جس پر ۱۲۰ دن گزرنے کے بعد روح کا اس سے تعلق ہوتا ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ روح مصطفویٰ ﷺ کے علاوہ کوئی مادہ اور جوہر تھا جس کو پشت آدم علیہ السلام میں ودیعت کیا گیا اور سلسلہ وار اس کو اصلا ب و ارحام میں منتقل کرنے کے بعد حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ سے ظاہر کیا گیا۔

علامہ حاجی شرف شفا جلد اول صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں ”ترجمہ: آنحضرت ﷺ کا نور اقدس آباء و اجداد کی پیٹانیوں سے نمایاں ہوتا تھا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ تک اور وہ حسی نور تھا جس طرح تاریک رات میں چاند، اور اصلا ب میں ودیعت ہونے والی چیز آپ کا جسم لطیف کا مادہ تھا اور نور اس مادہ کے تابع تھا اور وہ نور جس طرح آباء سے نمایاں تھا امہات کے اندر بھی اسی طرح ضوئاً ظہور کرتا تھا جیسے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے اور اصلا ب میں موجود تھا جیسے کہ کہا گیا ہے: آپ کے انور جبین آدم علیہ السلام سے نمایاں تھا اور کسی بھی چشم بینا سے مخفی نہیں تھے اور آپ کا نور اقدس حضرت آدم علیہ السلام کے ہیوط و نزول کے وقت ان کی صلب میں تھا اور طوفان کے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں۔ (شرح شفا)

(۲) ام قاتل بنت نوفل بن اسد بن عبد العزی نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کی دعوت دی اور سوا دھرت بھی پیش کرنے کا وعدہ کیا لیکن آپ نے فوری طور پر اس کی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مبارکرت ہوئی اور نور مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ کی طرف منتقل ہو گیا تو پھر ام قاتل کے متعلق رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: **فارقک النور الذی کان معک بالامس فلیس لی بک الیوم حاجۃ**۔ یعنی وہ نور آج تم سے جدا ہو چکا ہے جو کل تمہارے اندر موجود تھا لہذا آج مجھے آپ سے کوئی غرض نہیں۔ (الوفاء لابن الجوزی جلد اول)

(۳) آنحضرت ﷺ نے اپنے وجود کو نور سے تعبیر کیا ”نور نبیک من نورہ فرمایا، اول ما خلق اللہ نور دی فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

آخر ارجاع تو سبھی کے نورانی ہیں وہاں بعد عناصر سے نہیں بلکہ امر رب سے پیدا ہونے والے ہیں ”قل الروح من امر ربی“۔ پھر آپ کے روح اقدس کے نور ہونے کی تخصیص کیوں؟ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر نور سے مراد روح اقدس ہی ہو تو بہر حال انکی نورانیت دوسرے ارواح طیبہ پر اس قدر زائد اور فراواں ہے جیسے سورج کا نور اور روشنی چاند اور ستاروں کے نور اور روشنی پر جس طرح سورج کی ضیاء میں چاند اور ستارے گم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے آفتاب حقیقت کے سامنے انوار انبیاء و اولیاء و پویش ہو جاتے ہیں اور اس نور وضیاء میں گم۔

جس طرح موابہ لدینہ میں علامہ قسطلانی مفسر ابن کثیر کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم ﷺ کے نور اقدس کو پیدا کیا (اور اس کو اضافہ کمالات اور خلقت نبوت سے شرف کرنے کے بعد جب دیگر انبیاء علیہم السلام کے انوار کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ ان کے سامنے تشریف لائے اور ان پر نظر ڈالے جو نبی آپ کا نور انوران کے سامنے ہوا تو اس نے ان کو اپنی نیا نورانیت میں گم کر دیا تو وہ بول اٹھے ۱۰۷ پروردگار تبارک تعالیٰ! یہ کون ہیں جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ دیا ہے اور ہم پر غالب آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ہے محمد بن عبد اللہ کا اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں نبی بناؤں گا تو انہوں نے کہا ہمارے نور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ (موابہ مع الذرقانی جلد اول ص ۴۰)

لہذا اس طرح روح اقدس کے ساتھ ساتھ نور اقدس کا تقدم بھی واضح ہو جائے گا اور آپ کے نور ہونے کا دعویٰ بھی بالکل درست اور بجا ہو جائے گا۔
(۴) اور اگر بالفرض وہابیہ نور سے مراد روح بھی لیتا ہے تو بھی ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ حقیقت انسانی روح ہے اور بدن محض اس کے لئے مثل لباس کے ہے لہذا جب روح مصطفیٰ ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہونا تسلیم کر لیا گیا تو بھی ہمارا مدعا میں کوئی خلل لازم نہیں آتا کیونکہ روح جو ہر مجرد ہے اور حقیقتاً تمام صفات کمال کا موصوف بالذات وہی ہے لہذا اس دور عالم ﷺ کے لئے جملہ کمالات یعنی نبوت اور خاتم النبیین ہونے کا منصب و دیگر کمالات کا ثبوت خارج اور واقع میں ثابت ہو گیا۔
پہلی مولوی حسین احمد فی شہاب الثاقب صفحہ ۵۴ پر رقمطراز ہیں ”حقیقت انسان روح ہے اور بدن روح کے واسطے مثل آستین اور غلاف کے ہے اگر پھاڑ ڈالا جائے تو (صلحاً و محبوبان) کچھ پر وا نہیں کرتے۔“

علامہ ابوالہیاق اشرف علی تھانوی صاحب نے حضرت حاتم امدا اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا یہی ارشاد نقل کیا ہے (دیکھئے صفحہ ۱۰۳ امداد)
شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے امام غزالی کے حوالے سے اشعة السعادت جلد سوم صفحہ ۶۸۳ پر فرمایا: ”انسان کی حقیقت اس کا روح مجرد اور نفس ماطہ ہے اور بدن محض آلہ ہے جس کا دیکھنا اس حقیقت کا دوراکہ تک پہنچنا نا ہے۔“

☆ قاسم نانوتوی صاحب رسالہ جمال قاسمی صفحہ ۱۰ پر رقمطراز ہیں۔ روح حیات اور صفات حیات یعنی وہ صفات جو حیات پر موقوف ہیں مثل سمع و بصر و صلی اور ذاتی ہیں یعنی یہ صفات روح سے صادر ہوتی ہیں اور عالم اسباب میں اس کے حق میں خاندہ زاد ہیں اور جسم کی حیات اور صفات مذکورہ عرض ہیں یعنی عطا روح ہیں روح سے صادر ہو کر اس پر واقع ہوتی ہیں۔ (رسالہ جمال قاسمی)

الفرض جب حقیقت انسان روح ٹھہری اور جملہ کمالات کا مصدر و سرچشمہ بھی وہی ٹھہری اور اس کا تقدم آدم علیہ السلام پر بلکہ جملہ مخلوق پر ثابت ہو گیا تو آپ ﷺ کی حقیقت کا مقدم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ بحیثیت روح مجرد کے صرف آدم علیہ السلام سے نہیں بلکہ جملہ عالم سے بھی مقدم ہیں۔

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقِهِمْ﴾

(۱) اللہ تعالیٰ کے اس قول ”مِيعَانِ الذی امری“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (شب معراج) اَقَالَ لَهُ ﷺ... اللہ عزوجل... وجعلک اول نبیین خلقاً و آخرهم بعث... وجعلک فاتحاً و خاتماً انتہی بقدر الفرورة اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ میں نے

تمہیں بلحاظ پیدائش کے اول الانبیاء کیا اور باعتبار بعثت کے ان سے آخر کیا۔۔۔ اور تمہیں فاتح (اول) اور خاتم (آخر) کیا۔

- (۱) بروایت ابو نعیم خصائص الکبریٰ جلد ۱، صفحہ ۱۷۵۔ (۲) تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۔ (۳) تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۔
(۴) تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۸۔ (۵) شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۷۔ (۶) شرح شفا للکفانی والقاری جلد ۲ صفحہ ۲۵۹۔

(۷) زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ مقام رسول ﷺ صفحہ ۲۱۔

(۲) ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ”كنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث“ میں سب انسانوں میں پیدائش میں پہلا ہوں اور سب انبیاء میں باعتبار بعثت چھٹا ہوں۔ (بروایت ابن سعد، کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۶)

(۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کریمہ (وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقِهِمْ) کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث“ میں پیدائش کے لحاظ سے سب انبیاء کرام سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے کے لحاظ سے سب انبیاء سے آخر میں ہوں (احادیث المستفاہ صفحہ ۲) اس روایت پر مزید حوالہ جات بھی ملاحظہ کیجئے۔

- (۱) تفسیر ترجمان القرآن ج ۱ ص ۲۵۲۔ (۲) مقاسدا الحسنہ صفحہ ۳۲۷۔ (۳) تفسیر درمنثور جلد ۵ ص ۱۸۳۔

(۳) تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۸۔ (۵) تفسیر معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۹۲۔ (۶) خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۹۔

(۷) دلائل النبوت ج ۱ صفحہ ۱۶ زابونیم (۸) جوہر النجی صفحہ ۲۹۱۔ (۹) انوار المحدث صفحہ ۷۔ (۱۰) شفا شریف۔ (۱۱) مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۶۔ (۱۲) تفسیر محمدی ص ۲۰۷ غیر مقلد حافظ محمد۔

(۴) محدث ابن جوزی روایت بیان کرتے ہیں **”انا اول من جاء في وجود العلم ولا ماء ولا طين ولا جسم ولا آدم“** میں ہی سب سے پہلے وجود میں آیا۔ اس وقت نہ پانی تھا نہ مٹی تھی نہ جسم تھا اور نہ ہی آدم علیہ السلام تھے۔ (المیلا والنبوی صفحہ ۱۲۲ ابن جوزی)

یہی محدث ابن جوزی دوسری روایت بیان فرماتے ہیں کہ **”اول ما خلق الله نوري ومن نوري خلق جميع الكائنات“** سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ (المیلا والنبوی ۲۲)

(۵) تفسیر قرطبی میں ہے کہ **”قال قتاده ان النبي ﷺ قال كنت اول الانبياء في الخلق واخرهم في البعث انه اول الخلق اجمع“** یعنی حضرت قنادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد اور تمام مخلوق سے اول۔ (تفسیر قرطبی)

(۶) تفسیر غیب پوری میں ہے کہ **”وانا اول المسلمين عند الابد لا مومن كما قال اول ما خلق الله نوري“** امر کن کے ایجاد کے وقت میں اللہ کو تسلیم کرنے والوں میں سب سے اول ہوں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔ (غیب پوری ج ۸ حاشیہ تفسیر ابن جریر)

(۷) تفسیر عرائس البیان **”وانا اول المسلمين اشارة الى تقدم روحه وجوهه على جميع الكون“** اس آیت میں حضور ﷺ کی روح پاک اور جوہر مقدس کا جمیع کون یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز پر مقدم (یعنی پہلے ہونے) کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر عرائس البیان ۲۳۸/۱)

جب حضور ﷺ ولد الانبیاء ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہونا نبی پاک ﷺ کا ثابت ہوا اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ نور کی شکل ہی میں تھے کیونکہ بشریت کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا لہذا ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی حقیقت و اولیت نور ہے۔

﴿ جلال الدین سیوطی کا وہابیہ کو جواب ﴾

اعتراض: بعض لوگ کہتے ہیں کہ **”واذا الله مبشاق البیین“** سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اس وقت موجود ہوئے تو سبھی انبیاء علیہم السلام نے ان کا کلمہ کیوں نہ پڑھ لیا لہذا آپ ﷺ وہاں موجود ہی نہ تھے۔

الجواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام کو پیدا فرمانے کے بعد نور مصطفوی ﷺ کو ان پر ظاہر کیا تو آپ کے نور نے ان کو اپنے اندر چھپا لیا تو انہوں نے عرض کیا: یہ کس کا نور ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **”یہ نور ہے محمد بن عبد اللہ کا اگر تم ان کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں منصب نبوت ہر فائز کروں گا انہوں نے عرض کیا: ہاں بلو اس حالت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”واذا اخذ الله“** یا ذکر وہ اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا تھا۔ (دلائل النبوة مواہب مع زرقانی جلد اول صفحہ ۴۰)

علامہ سبکی نے اس آیت کے تحت جو تقریر فرمائی ہے اس کو مواہب خاص اور جملہ علی العالمین میں ذکر کیا گیا ہے اس میں تصریح موجود ہے کہ اس آیت کا یہ معنی نہیں کہ آپ دنیا میں منصب نبوت و رسالت اور منذر ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد سے قیامت تک آپ کی رسالت عام ہے بلکہ روز بیثاق سے لے کر قیام قیامت تک سب کو محیط ہے فرماتے ہیں عہد بیثاق کو یا عہد بیعت سے جو خلفاء کے لئے جاتا ہے اور وہ گویا اسی سے ماخوذ و مستنبط ہے تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لئے تعظیم عظیم کا ہتمام کیا گیا ہے۔ جب یہ بات صحیفہ خاطر پر نقش ہو چکی تو اب ظاہر ہو گیا **”فالنبي هو نبي الانبياء وللهنا ظهور ذالك في الآخرة جميع الانبياء تحت لواءه في الدنيا كذالك ليلة الامر صلي بهم“** یعنی ”نبی اکرم ﷺ ہی الانبیاء ہیں اور اسی لئے آخرت میں اس حقیقت کا ظہور اس طرح ہو گا کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گے اور دنیا میں بھی اسی طرح ہو گا کہ بیت المقدس میں سب آپ ﷺ کے مقتدی تھے اور آپ سب کے امام۔

اور آخر میں فرمایا ”یہاں دو حدیثوں کا معنی واضح ہو گیا جواب تک ہم پر مخفی تھا **”اول ارسلت الى الخلق كافة“** کے متعلق ہم یہی سمجھتے رہے کہ بعثت کے بعد قیام قیامت تک آپ ﷺ کی رسالت عام ہے لیکن اسکی تحقیق سے معلوم ہو گیا **”انه جميع الناس اولهم واخرهم كه الخلق“** میں سبھی اولین و آخرین داخل ہیں۔ دوسری حدیث **”كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد“** ہے جس کے متعلق ہم سمجھتے تھے کہ یہ علم الہی کا اعتبار سے ہے مگر اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ نہیں

یہ اس پر زائد امر ہے اور آپ ﷺ کی نبوت خارج میں تحقیق تھی جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ مکمل نہیں ہوا تھا۔ (خاص اکتبرئی جلد اول ص ۳) پر مفصل مضمون علامہ سبکی کا موجود ہے اسے ملاحظہ فرمائیں۔

جہاں اور تقریباً یہی تفسیر شیر احمد عثمانی دہلوی نے ”تفسیر عثمانی“ میں ”واما اول المسلمین کے تحت کی۔

الفرض واضح ہو گیا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام آپ پر آپ کی نبوت پر ایمان لائے تھے لیکن اسکا ظہور اس وقت ہوتا جب دنیا میں ان کی موجودگی میں آپ ﷺ تشریف لاتے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت پر ہوں گے اور اس کے مبلغ۔ مگر عدم ظہور اور ہے اور ثبوت و تحقیق اور ہے۔ اگر وہابیہ صاحبان کو **الست برسکم** (کیا میں تمہارا رب نہیں) کے جواب میں۔۔۔۔۔۔ (کیوں نہیں) کہنا معلوم نہ ہو تو کیا کہا جائے گا کہ انہوں نے پہلی نہیں کہا تھا، کہا تو کفار نے بھی تھا مگر کراہا اور بیعت و جلالت خداوندی سے اور مومنین نے طوعاً و اخلاً صلاً کہا تھا لیکن ظہور اس کا دنیا میں ہو گا کہ ازراہ خلاص بلی کہنے والا کون تھا۔ اور ازراہ کراہ کون لہذا انبیاء علیہم السلام کا ایمان لانا ثابت ہے اور اس کا انکار کی کوئی وجہ نہیں؟

(۲) اس آیت کریمہ میں ان سے جو عہد لیا گیا ہے وہ دنیا کے لحاظ سے ہے جس پر **اتینکم من کتاب وحکمة شاہد** ہے اور آپ کی بعثت اور رسالت دنیوی کے لحاظ سے لہذا بالفرض اس وقت اقرار اور اعتراف آپ کی نبوت و رسالت کا نہ بھی پایا گیا ہو تو اس سے آپ کی عدم موجودگی کیسے لازم آگئی۔ کیونکہ اس عہد کا تو قطعاً ہی دنیا میں مبعوث ہونے کے ساتھ تھا لہذا وہ مکلف تھے دنیا میں ہوتے ہوئے ان کے پاس سرور عالم ﷺ کے تشریف لانے پر ان کے ساتھ ایمان لانے اور ان کے دین کی خدمت کرنے کے ساتھ لہذا آپ بیٹاق اور عہد کے وقت موجود بھی ہوں اور اس ایمان و نصرت کا اظہار نہ پایا جائے تو کیا حرج ہے؟

﴿يُرِيدُونَ ان يُطْفِئُوا نَورَ اللّٰهِ بافواههم﴾

”يُرِيدُونَ ان يُطْفِئُوا نَورَ اللّٰهِ بافواههم وَيَتَى اللّٰهُ اِنْ يَمُ نوره وَلَوْ كره الكفرون“ مرادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونگوں سے بجادیں اور اللہ نہیں پسند کرتا مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا کرے ہی گا اگرچہ کفار راضا نہ کریں“ (توبہ: ۵۱)

یہاں نور سے مراد ذات باریکات نبی پاک ﷺ ہے جیسا کہ تفاسیر میں موجود ہے۔

(۱) تفسیر در مشور میں ہے ”ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **يُرِيدُونَ ان يُطْفِئُوا نَورَ اللّٰهِ** کے متعلق فرماتے تھے کہ کفار ارادہ رکھتے ہیں محمد ﷺ کو ہلاک کر دیں (در مشور جلد ۳ ص ۲۳۱)

ہو سکتا ہے کوئی یہ کہہ دے کہ یہاں محمد ﷺ سے مراد آپ کی ذات نہیں بلکہ لائی ہوئی تعلیمات (دین اسلام) ہے لہذا نور سے مراد محمد ﷺ نہیں بلکہ محمدی ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات ہیں تو میں عرض کروں گا کہ جناب جب مفسرین کرام لفظ محمد ﷺ (جو کہ اسم ذات نبی پاک ﷺ کا ہے) لے رہے ہیں تو اب خواہ خواہ کی ضد و ہیٹ دھری کیوں؟ دوسرا یہاں نور سے مراد ذات نبی پاک ﷺ ہی ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے یہاں نور ہونے پر خاطر خواہ تبصر فرمایا۔

(۲) موضوعات ملا علی قاری صفحہ ۸۶ پر حضور ﷺ کے نور ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ ”واما نوره عليه السلام فهو من غايه من ظهور شرقا و غربا واول ما خلق الله نوره وسمعه في كتابه نور او في دعائه عليه الصلوة والسلام اللهم اجعلني نورا و في التنزيل يريدون ان يطفئوا نور الله... الخ بافواههم وقال الله تعالى نور السموات والارض مثل نوره“ یعنی حضور ﷺ کا نور شرقاً و غرباً ظاہر و عیاں ہے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کا نام اپنی کتاب میں نور رکھا اور آپ نے اپنی دعا میں کراے اللہ مجھے نور بنا دے قرآن میں ”يُرِيدُونَ ان يُطْفِئُوا نَورَ اللّٰهِ... الخ بافواههم“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسکے نور کی مثال سے مراد حضور ﷺ ہیں (صفحہ ۸۶)

پس معلوم ہوا یہاں نور سے مراد ذات محمدی ﷺ ہے کہ وہ نور محمدی ﷺ جو فضل البشري شکل میں دنیا میں جلو گر ہوا کفار اس نور کو اپنی پھونگوں سے بجھانا چاہتے تھے۔

﴿وَالنَّجْم اذا هوى﴾

والنجم اذا هوى۔ قسم ہے ستارہ کی کہ جب چڑھ کر اتر آئے (سورۃ نجم پارہ ۲۶ رکوع ۱) یہاں بھی مفسرین کرام نے انجم سے حضور ﷺ کی ذات باریکات مراد لی ہے جیسا کہ ایک ستارہ جلو گر ہو کر اپنی تابانی سے دیگر اشیاء کو نور کر دیتا ہے۔

- (۱) تفسیر صاوی میں شیخ احمد صاوی المالکی لفظ نجم کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”النجم هو محمد ﷺ“ نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں (تفسیر صاوی ۱۳۵/۴)
- (۲) تفسیر محال تنزیل میں ہے کہ ”وقال جعفر الصادق یعنی محمد“ یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں۔
- (۳) تفسیر خازن میں اسی لفظ نجم کی تفسیر میں ہے کہ ”النجم هو محمد ﷺ“۔

(۴) تفسیر روح المعانی میں امام آلوی رحمۃ اللہ علیہ النجم کی تفسیر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "هو النبی ﷺ وهو به نزوله من السماء ليلة المعراج وجور على هذا ان يواد بهواه صعوده وعروجه عليه الصلوة والسلام الى منقطع الاین" یعنی نجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ ﷺ ہے اذاحوی سے مراد حضور ﷺ کا آسمان سے شب معراج واپس زمین پر نزول فرمانا ہے اذاحوی سے یہ مراد لینا بھی جائز ہے کہ حضور ﷺ کا شب معراج وہاں تک عروج فرمایا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (روح المعانی)

(۵) اس سے ملتی جلتی تفسیر "مواہب اللہ" جلد ۷ ص ۷۷ میں بھی موجود ہے۔

(۶) شرح شفا شریف ملا علی قاری والنجم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے والنجم اذاحوی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ النجم حضرت محمد ﷺ ہیں (ملا علی قاری لکھتے ہیں) "لانه نجم الاکبر والکوکب الانور" اسلئے کہ نبی کریم ﷺ سب سے بڑے ستارے اور درخشندہ کوکب ہیں۔ (شرح شفا و ملا علی قاری ۲۰۲/۱)

قرآن پاک کی اس آیت اور تفاسیر سے معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ والنجم (ستارہ جو نورانی ہوتا ہے) کہا گیا ہے اور احادیث سے یہ بھی آپ ﷺ کو ستارہ اور نور کہنا ثابت ہے جیسا کہ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے وقت آپ ﷺ کی والدہ نے اپنے جسم سے نور خارج ہوتے دیکھا۔

➔ نور محمدی کا نام احمد تھا ➔

قرآن پاک میں ہے کہ "اور یا ذکر وہ جب یحییٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں وَ تَبَشِّرُوا بِمَوْسٰی یٰحٰییٰ مِنْ بَعْدِیْ اَمْعٰهُ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا اِهٰذَا مَعْشَرٌ مِّنْیٰنِیْنَ اِذْ رَسُوْلٌ کِیْ بَعَارَتِ سَنَآتَنَا ہُوَ جَمِیْرٌ بَعْدَ تَشْرِیْفِ لَآئِیْنِ کَمَآ کَانَ اَمْرُہُمْ ہُوَ یَحْجُرْ جِبَاحِہُمْ اَنْ کَیْ اَسْ رُوْشِنَ نِّسَآنِیَّآں لَے کر تشریف لائے بولے یہ گھلا جاوے ہے۔ (پ ۱۲۸ الف آیت ۶) نبی پاک ﷺ بھی دنیا میں تشریف نہیں لائے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ ان کا نام احمد ہے اور نبی پاک ﷺ کے ارشاد سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا نام احمد اس وقت تھا جب آپ نور محمدی ﷺ کی شکل میں موجود تھے۔ چنانچہ

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اَدَمَ اَہَ بَیْنَہُ فَجَعَلَ یَرِیْ فِضَالٍ بَعْضُہُمْ عَلَیْ بَعْضٍ رَّالِیْ نُوْرًا مَّا طَعَا فِیْ اَسْغَلٰہُمْ فَقَالَ یَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا بَنٰکَ اَحْمَدُ وَہُوَ اَوَّلُ وَہُوَ اَکْرَمُ وَہُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ" جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد ان کو دکھائی تو آپ ﷺ نے بعض مخلوق کی بعض پر فضیلت دیکھی تو نیچے کی طرف سے بند ہونے والا نور آپ ﷺ نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ کون ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے اور وہ اول ہے اور آخر ہے اور وہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۹۶ مطبوعہ سعودی عرب)۔

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے عالم دین بزرگ و محدث تھے؟ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں بلکہ آپ کے بارے میں علامہ عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بحجر (75) بار حضور ﷺ کی حالت بیداری میں زیارت کی" (میزان الکبریٰ ۴۴/۱) (۲) اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث نقل فرمائی کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی اولاد آدم علیہ السلام کو دکھائی تو آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں بعض کی بعض پر فضیلت دیکھی۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے اپنی اولاد میں "فہو حسانی نوراً" مجھے نور کی شکل میں دیکھا تو عرض کی اے رب عزوجل ایہ نور والا کون ہے؟ تو اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم علیہ السلام یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ اور یہ تیرا بیٹا اول بھی ہے اور آخر بھی۔ (دلائل البیہ جلد ۷)

(۳) مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی مفسر ابن کثیر کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں۔ "ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم ﷺ کے نور القدس کو پیدا کیا (اور اس کو اضافہ کمالات اور خلقت نبوت سے شرف کرنے کے بعد جب دیگر انبیاء علیہم السلام کا نورا کو پیدا کیا تو..... کو حکم دیا کہ ان کے سامنے تشریف لائے اور ان پر نظر ڈالے جو نبی آپ کا نور نوران کے سامنے ہوا تو اس نے ان کو اپنی ضیاء نورانیت میں گم کر دیا تو وہ بول اٹھے اے پروردگار تبارک تعالیٰ ایہ کون ہیں جس کے نور نے ہمیں ڈھانپ دیا ہے اور ہم پر غالب آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ہے محمد بن عبد اللہ کا اگر تم اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو میں تمہیں نبی بناؤں گا تو انہوں نے کہا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ (مواہب مع الذرقانی جلد اول ص ۴۰)

پس معلوم ہوا کہ حقیقت محمدیؐ کا نام مبارک بھی موجود تھا۔ اور اسی نور مبارک کی آمد کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سنائی۔ اس حدیث شریف سے بالکل واضح ہو گیا کہ حضورؐ کی اولیت و حقیقت نور ہے۔

اعتراض: بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد نبوت و رسالت ہے۔ نبی پاکؐ نہیں ہیں۔

جواب: یہ مخالفین کی ذاتی رائے ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ کہ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے ”مجھے نور دیکھا یہ تیرا بیٹا احمدؑ ہے“ یہ اول ہے آخر ہے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ نور نبوت و رسالت مراد نہیں بلکہ حقیقت نور محمدیؐ ہی مراد ہے۔ لہذا ان واضح الفاظ کے باوجود اس نور محمدیؐ سے مراد نبوت و رسالت لینا ضد و ہست دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔

﴿آپؐ ابو البشر حضرت آدم سے پہلے﴾

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی منتخب ہو چکے تھے چنانچہ اس سلسلے کی صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ جناب میرہ النضر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ ”مَتَى كُنْتُ نَبِيًّا قَالَ وَادَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ“۔ نبی کریمؐ نے فرمایا (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(المستدرک ۲: ۶۰۹، مسند احمد ۵: ۵۹، الطبقات الكبرى لابن سعد ۱: ۱۸۸، طبع بیروت، التاريخ الكبير ۷: ۳۷۳، دلائل النبوة بیهقی ۱: ۱۲۹) وقال الحاكم صحيح الاسناد لم يعرجاه وافر الذهبي وقال البیهقي: رواه احمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ۸: ۲۲۳)

علامہ سنن ترمذی میں بھی یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے ”عن ابي هريره قال قالوا يا رسول الله متى وحيك لك النبوة؟ قال ادم بين الروح والجسد“۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ عز و جل کے رسولؐ آپ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ نبیؐ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی رقم ۳۶۰۱) وقال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح غريب دلائل النبوة للبيهقي ۲: ۱۳۰، مشکوة المصابيح باب فضائل سيد المرسلين) علامہ دار السلام کی شائع کردہ تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد ۱۲۷/۴ کے حوالے سے یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا ”انی عبد اللہ لغاتم النبین وان آدم علیہ السلام لمنجبل فی طینتہ و ملتکم بآول ذلک الخ“۔ میں اللہ کا بندہ اس وقت بھی خاتم النبین تھا جب آدم کا ظہیر ابھی مٹی میں گوندھا ہوا تھا۔ (المصباح الممیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر، اسورۃ البقرہ زیر آیت ۱۲۵، صفحہ ۳۲۵)

علامہ اسی تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد ۱۲۷/۴ کے حوالے سے یہ حدیث بھی ہے کہ ”انی عبد اللہ لغاتم النبین وان آدم علیہ السلام لمنجبل فی طینتہ“۔ میں اللہ کے ہاں اُس وقت بھی خاتم النبین تھا جبکہ آدم علیہ السلام کا ظہیر ابھی تک گوندھا ہوا تھا۔ (المصباح الممیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۳۰۶) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھے جیسی تو نبوت کے ناز سے سرفراز ہوئے۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ کیا تھے؟ وہ نور ہی تو تھے کیونکہ شر تو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے۔ لہذا جب تخلیق میں آدم سے حضورؐ اول ہوئے تو آپؐ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ ان احادیث سے آنحضرتؐ کا تحقیقاً آدم علیہ السلام سے قبل ہی ہونا بھی ثابت اور خاتم النبین کے منصب پر فائز ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ اور آپؐ کی حقیقت کا نور ہونا بھی ثابت کیونکہ شروع کے باپ آدم علیہ السلام بعد میں پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اور آپؐ کی حقیقت پہلے ہی موجود و تحقق تھی اور ان صفات کمال کے ساتھ موصوف و متصف۔

﴿آپؐ نبی تھے یا صرف لکھے گئے تھے؟﴾

بعض حضرات کہتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ ”میں اس وقت بھی نبی لکھ چکا تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے“ لہذا حضورؐ کا وجود نہ تھا بلکہ لکھ دیا تھا تو اس کے چند جوابات ہیں۔

(۱) لکھ دینے سے آپؐ کے نور یا اولیت کی نفی کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ اور اس حدیث میں کہاں ہے کہ آپؐ کا نبی ہونا تو لکھ دیا لیکن آپؐ نور کی شکل میں موجود نہ تھے؟

(۲) اعتراض کرنے والے نے صرف ایک حدیث میں دیکھا کہ بس یہاں آیا ہے ”کہ آپ کا نبی ہونا لکھا ہے“ اور استدلال کیا کہ لہذا آپ کی اولیت آدم سے پہلے نہ ہوئی۔ یہی اعتراض کرنے والی کی جہالت و گمراہی ہے۔ حالانکہ ہم نے اپنے بیان میں کثیر احادیث و روایات کی ہیں کہ آپ اول المخلوقات ہیں اور اولیت کے لحاظ سے نور ہی ہیں۔ لہذا ان سب کو ترک کر کے ایک ہی حدیث پر عمل کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۳) ایک حدیث میں لکھا گیا کہ الفاظ ہیں اور دوسری میں نبی ہونا کے لہذا اگر یہ مانا جائے کہ آپ اس وقت بھی نبی تھے تو اس سے ہمارا ایمان دونوں فرمان محمدی پر ہو جائے گا کیونکہ نبی بھی تھے اور لکھے بھی گئے تھے۔ جبکہ مخالفین کی بات کو قبول کر لیا جائے تو صرف لکھے جانے والی حدیث پر عمل ہوگا، نبی ہونے والی کو چھوڑنا پڑے گا۔ اس لئے ہمارا ایمان دونوں حدیثوں پر ہے ہم آپ کو آدم سے پہلے نبی بھی مانتے ہیں اور لکھا ہوا بھی مانتے ہیں۔ اللہ کرے کہ منکر بھی آپ کے دونوں فرمان کو قبول کر لے۔ اور پھر خود نبی پاک ﷺ کی حدیث شریف سے بھی یہی مضمون ملتا ہے ”جناب عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو تباؤں کی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بیارت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور لکھا کی جس سے شام کے کھلاں ان کو نظر آئے۔“ (شرح السنۃ للامام بغوی ۱۳: ۲۰۷) تو اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ ﷺ کا نبی ہونا بھی آدم علیہ السلام سے پہلے لکھا چا چکا تھا اور آپ نور کی شکل میں موجود بھی تھے اسلئے کہ نور محمدی ﷺ خارج ہوا۔ اور اگر صرف ”لکھا“ ہی مراد لیا جائے تو آپ ﷺ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیاء مخلوقات کی ان کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود نیکل ہے اس کی صرف لکھا جانا ہی مراد نہیں بلکہ آپ ﷺ پہلے بھی موجود تھے جیسی تو دوسروں پر آپ کی فوقیت ثابت ہوگی۔ ورنہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی تخصیص ختم ہے۔

(۴) اور حدیث جو ترمذی شریف وغیرہ میں ہے کہ جب قلم کو حکم ہوا کہ لکھو اس نے عرض کی کہ کیا لکھوں؟ تو (رب عز و جل نے فرمایا) تقدیر لکھ ”فکب ماکان وما ہو کائن الی الابد“ چنانچہ قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا لکھ دیا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ) تو دیکھئے قلم کے لکھنے سے پہلے آپ موجود تھے کیونکہ قلم نے کیا لکھا ماکان جو ہو چکا۔ لہذا حدیث پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ قلم کے لکھنے سے پہلے بھی کچھ چیز تخلیق ہو چکی تھی۔ جو ابھی تک نہیں لکھی گئی تھی۔ اور وہ پہلے والی چیز اول ماخلق اللہ ﷻ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یہی ماکان والی چیز تھی تو معلوم ہوا کہ لکھا جانے والا کام تو بعد میں ہوا لیکن آپ ﷺ کا وجود نوری تو پہلے بھی تھا۔ لہذا آپ کا نبی ہونا تو بعد میں قلم نے لکھا، قلم کے لکھنے سے پہلے بھی آپ ﷺ کی تقدیر، یا خاتم النبیین ہونا آدم سے پہلے لکھا گیا تھا اور آپ پہلے موجود نہ تھے یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ قلم نے یہ تمام چیزیں بعد میں لکھیں جبکہ قلم سے پہلے جو ہو چکا تھا وہ نور مصطفیٰ ﷺ کا ہی جو تھا جو لکھنے سے پہلے بھی موجود تھا۔

وفی حلیۃ ابن القطن کنت نوراً بین یدی ربی قبل آدم بأربعۃ عشر الف عام الخ “ابن القطن کی حدیث میں ہے (حضور ﷺ نے فرمایا) کہ میں پیدا کُش آدم سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا۔ (مواہب الدنیہ ۱/ ۱۰۱۔ ازرقانی شریف ۱/ ۳۹۔ جواہر البیہار جلد ۳، صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، تفسیر روح البیان ۲/ ۳۷۰۔ جتہ اللہ علی العالمین ۲۱۶۔ نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی دہلوی ص ۱۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی روح آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تھا فرشتے آپ کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی پیٹھ میں ڈالا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں اتارا۔ پھر نوح علیہ السلام کی پیٹھ میں اور پھر مجھ کو ابراہیم کی پیٹھ میں (آگ میں) ڈال دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی طرح بزرگ پشت درشتوں اور پاک رجوں میں بدلتا رہا یہاں تک کہ میرے والدین نے مجھ کو ظاہر کیا جو کبھی حرام کے مرتکب نہیں ہوئے۔ (الشفاء بترغیب حقوق المعصوفین امام المحدثین قاضی عیاض بن موسیٰ مانکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۸۲ رواہ ابوفصیم، جواہر البیہار ج ۳ صفحہ ۲۹۸)

اسی کی تعید صحیح بخاری شریف کی وہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”بیشک میں حضرت آدم ﷺ کے افضل ترین زمانے میں مبعوث ہوا ہوں کیے بعد دیگرے زمانے گزرتے رہے حتیٰ کہ میں اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔ (بخاری کتاب الانبیاء۔ شفا شریف صفحہ ۸۰)۔

(۵) وہ حدیث جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اس میں سائل کے سوال پر جواباً ارشاد فرمایا۔ سائل نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آپ ﷺ کی پہلی یا ارادہ الہی میں کب سے نبی آرہے ہیں بلکہ پوچھا آپ کا زمانہ نبوت کس سے شروع ہوا یہ اس لئے کہ حتیٰ عموم زمانہ کیلئے آتا ہے آپ نے فرمایا میرا نبوت سے موصوف ہونے کا زمانہ بشریت سے بھی مقدم ہے اور بشریت کا آغاز آدم علیہ السلام سے چلا ہے گویا زمانہ بشریت سے بھی پہلے نبی ہو گیا تھا۔ اس اتصاف نبوت کو مجازاً نہیں کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ سائل نے مجاز سے سوال نہیں کیا ہے اور نہ ہی مجاز پر استحالہ شرعی یا عقلی محقق ہے۔ بلکہ سبب آپ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر اس لئے فرمایا کہ سائل

کے ذہن میں آدم علیہ السلام کی نبوت کا تصور تھا۔ نیز بشریت کا تقاضا تھا کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا عالم ظاہری پر نبی ہونے کا تقدیم زمانی سوال کا سبب بن سکتا تھا۔ جس کے جواب میں آپ نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھی زمانہ کے لحاظ سے تقدیم نبوت کا اظہار فرمایا اور نبوت کے مرتب سے چونکہ انسان ہی موصوف ہوتے تھے اس لئے بھی حضرت آدم علیہ السلام سے موازنہ فرمایا اور اعلان فرمادیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت کی صفت سے سرفراز تھا۔

معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے موجود بھی تھے اور صفت نبوت سے سب سے پہلے متعین بھی تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ صفت نبوت کا پایا جانا بغیر موصوف کے موجود ہونے کے ممکن ہی نہیں ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ ﷺ صفت نبوت کے ساتھ موصوف تھے تو یہ غلط ہے نہ اس پر شرعی دلیل پائی جاتی ہے اور نہ عقلی۔ کیونکہ یوں تو سارے انبیاء علیہم السلام و صفت نبوت کے ساتھ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موصوف تھے تو احادیث بالا میں نبی کریم ﷺ کی مدح میں کوئی خصوصیت پائی جائے گی؟ اور اس طرح نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو ازل مخلوق فرمانا یا سب سے اول نبی اپنے آپ کو قرار دینا بے معنی ہو کر رہ جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازل اور قیم ہے۔ علم ازل میں ساری مخلوق برابر اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب پیدائش کے مرحلہ میں تھے اس وقت سے خداوند کریم کے علم میں آپ صفت نبوت کے ساتھ موصوف ہو چکے تھے یا اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ کا وصف نبوت سے موصوف ہوا اس وقت سے تھا جب ظاہری اجسام میں وجود غسری میں تشریف لا کر چالیس سال کی عمر پانچ تھے تو ان صورتوں میں لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا علم حادث ہو تقدیم نہ ہو اور ازل اور یہ بھی خرابی لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرمانے سے پہلے ہی پیدا ہونے والی مخلوق کو ازل سے جانتا تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مضمحلہ ازل سے واجب اور تقدیم بالذات ہیں اور خداوند کریم کی صفات مضمحلہ امکان سے ہر طرح سے پاک ہیں لہذا نبی کریم ﷺ کی حقیقت ساری مخلوق سے قبل موجود تھی اور وصف نبوت بھی تھی اور یہی ہمارا مدعی ہے۔

(۶) حضرت علامہ محدث جلال الدین سیوطی بھی مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں **شیخ تقی الدین سبکی** اپنی ایک تصنیف میں اس (لصو من بعدو لتصوره) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی بڑی عظمت شان بیان کی گئی ہے اور اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر آپ گزشتہ انبیاء کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو آپ ان انبیاء کے بھی نبی اور مرسل ہوتے۔ کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط اور شامل ہے اسی لئے آپ نے فرمایا **”میں تمام مخلوقات کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں“** اس تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آئندہ آنے والی مخلوقات ہی نہیں بلکہ گزشتہ مخلوقات بھی شامل ہیں، جیسی تو فرمایا **میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔**

بعض اہل علم نے اس حدیث کا کہ **”میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے“** کا یہ مطلب بیان کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء اور تمام واقعات کو محیط ہے غرض آدم سے پہلے آپ کی نبوت کا بطور خاص تذکرہ صرف علم الہی کے بیان کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ اس وقت آپ کی نبوت محقق ہو چکی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا، اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ نبی بننے والے تھے تو یہ صرف آپ کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء ہی خدا کے علم کے مطابق آئندہ نبی بننے والے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ آپ تمام انبیاء سے پہلے مقام نبوت پر سرفراز کیا گیا۔ پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا گیا تاکہ آپ کی امت آپ کے مقام بلند سے روشناس ہو جائے اور یہ امت کے لئے خبر و برکت کا باعث ہو۔

اگر آپ کہیں کہ نبوت ایک ایسی صفت ہے جسکے موصوف کا موجود ہونا ضروری ہے پھر چالیس سال کی عمر متعین ہے تو پھر کس طرح آپ کی نبی بشت سے پہلے نبی بنا دیئے گئے۔ جبکہ اس وقت نہ آپ پیدا ہوئے تھے اور نہ مبعوث کیے گئے تھے۔ (تو میں جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اجسام کی تخلیق سے پہلے ارواح کو تخلیق فرمایا ہے اس لئے حدیث مذکورہ میں اسامہ جناب نبی کریم ﷺ کی روح مبارک دیا آپ کی حقیقت کی جانب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقائق ازل میں پیدا فرمادئے اور جب چاہتا ہے ان میں کسی حقیقت کو عالم ظاہر اور وجود میں لے آتا ہے۔ ان حقائق کے کلی ادراک سے ہماری عقلیں عاجز ہیں صرف خدا تعالیٰ ہی تمام حقائق سے واقف ہیں یا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی روشنی سے حقائق تک پہنچنے کی استطاعت عطا فرمادی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حقیقت مبارکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادی اور آپ کی نبوت کے وصف سے سرفراز فرمادیا۔ اس لئے آپ کی نبی وقت نبی ہو گئے۔ عرش پر آپ کا نام گرامی لکھا گیا اور فرشتوں کو اور تمام مخلوقات کو اللہ کے یہاں آپ کے مقام بلند سے واقف کرا دیا گیا اگرچہ آپ جسمانی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ تمام اوصاف اور خصوصیات کے ساتھ اس دنیا میں بعد میں تشریف لائے۔ آپ کی بھیت اور تبلیغ اور آپ کی ذات نبوت کے عالم

فنا ہر میں اہل ہونے کے لحاظ سے آپ **■** بیشک متاخر ہیں مگر جہاں تک آپ **■** کی حقیقت مبارک کا تعلق ہے اور آپ **■** کو کتاب نبوت اور حکم حطا ہونے کا تعلق ہے آپ **■** اس لحاظ سے تخلیق آدم علیہ السلام سے بھی مقدم ہیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۴۲)

ہم انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ اہل حق پر حق واضح ہو چکا ہے اور جنہوں نے حق کو تسلیم ہی نہیں کرنا ان کے لئے تمام ذخیرہ علم بھی کافی نہیں۔

﴿ ایک نکتہ ﴾

اس مقام پر مولوی شرف علی تھانوی وہابیوں کے مجدد و صاحب کا بیان کردہ نکتہ اور ایک تو ہم کا ازالہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اسلئے آپ ﷺ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے۔ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی ان کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے ثبوت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ ﷺ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہیں اس لئے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا اس سوال و جواب نے واضح کر دیا کی نبی اکرم ﷺ کی نبوت محض علم الہی کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ خارج اور واقع میں آپ ﷺ کا نور اور روح القدس اور حقیقت محمدیہ اس صفت کمال کے ساتھ موصوف و متصف تھی اور یہی ہمارا نظریہ وحدہ ہے کہ شریعت کے لحاظ سے اولاد آدم بھی ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے حامل موجودات ہیں اور انبیاء آدم علیہ السلام ہیں۔

نکته دوم:

یہی تھانوی صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں سوال یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام موجود ہوئے تو ان کے خاتم کا موجد ہونا بھی متصور ہو سکتا تھا جب ان کا بلکہ ان کے والد اور معدنِ اہل کا ہی وجود نہیں تھا تو آپ خاتم النبیین کس طرح ہو گئے تھانوی صاحب کی زبانی سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اگر کسی کوشہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس برس کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب نبیوں کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا۔ یہ وصف تو خود بخیر کو متعلق ہے جواب یہ ہے کہ یہاں ختم نبوت کا مطلب ہے مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو گا کسی تحصیل میں پہنچنے کے بعد۔

یعنی جس طرح اس تحصیلدار کے منصب کا لوگوں کو علم اس وقت ہو گا جب تحصیل میں جا کر چارج سنبھالے گا وہ اس وقت معلوم کریں گے کہ یہ ہمارے تحصیلدار صاحب ہیں حالانکہ سرکار کے نزدیک وہ اس وقت سے تحصیلدار ہے جب سے اسے نامزد کیا گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین کے مرتبہ پر اس وقت فائز ہو چکے تھے جب آدم علیہ السلام ہنوز عالم آب و گل میں تھے۔ اگرچہ لوگوں کو اس وقت پہنچا جب آپ کا ظہور ہوا الغرض ظہور اگرچہ بعد میں ہوا لیکن وجود پہلے تھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقت نور یہ کے لحاظ سے آپ اہل موجودات اور انبیاء آدم علیہ السلام اگرچہ ظہور اور نشاۃ و نوبہ کے لحاظ سے اولاد آدم ہیں الخ (بحوالہ تنویر الایضار)

﴿ایک اعتراض کا جواب﴾

اعتراض: ایک حدیث میں چودہ ہزار سال ہیں اور دوسری میں حدیث میں دو ہزار سال پہلے تو یہ احادیث ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

الجواب: آپ وہابیہ کس اعتراض کا جواب آپ ہی کے مجدد مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اس حد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت پر نظر پڑے (تو) شبہ نہ کیا جاوے روکی گئی تخصیص اس کے ذکر میں ہو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقام اس کو متقی ہو۔ (نشر الطیب صفحہ ۱۳)

گویا مطلب یہ نہیں کہ چودہ ہزار برس سے پہلے نہیں تھا بلکہ لاکھ سال ہونے کی روایت پر بھی نظر پڑے تو نہ شک و نہ دکا اظہار کیا جائے اور نہ ہی اعتراض و انکار کیونکہ نبی پاک ﷺ نے صرف یہ فرمایا کہ تحقیق آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے تھے اور یہ نہیں فرمایا کہ اس سے پہلے نہیں تھا لہذا اگر ایک لاکھ سال پہلے نورانی وجود کے ساتھ موجود ہونے والی کوئی روایت پر نظر پڑے تو اس میں بھی شک نہ کیا جائے۔ غور کیجئے، بشریت کی بنیاد بعد میں رکھی جا رہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کا گاڑا مٹی بعد میں تیار کیا جا رہا ہے لیکن نبی الانبیاء علیہم السلام چودہ ہزار سال پہلے نورانی وجود کے ساتھ موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں تشریف فرما ہیں لہذا ہمارا عقیدہ ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ حقیقت کے لحاظ سے نور ہیں جسے سب اشیاء سے پہلے پیدا کیا گیا اور ظاہری لباس کے لحاظ سے بشر ہیں۔ جیسے کہ خود وہابیوں کے بانی نے لکھا۔

رہا جمال پہ تیرے تجا بے بشریت
نہ جانا کسی نے تمہیں بجز ستار

سوا خدا کے سوا کوئی تجھے کو کہا جانے
تو عس نور ہے اور..... اولو الایصار (قاسم نانوتوی صاحب کا قصیدہ قصائد قاسمی)

ابن کثیر کا بیان ہے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رات شریفہ بلند قدمیں حضور ﷺ کو جتا تو حضور ﷺ (فظهر له من الانوار الحسية والعنوية) کے نور حسیہ (دکھائی دینے والا نور) اور مضمونیہ (ہدایت و علم والا نور) اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخبار کے نزدیک اس کی احادیث و اخبار گواہی دیتی ہیں (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۱۹)

اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت سید عالم ﷺ کو ری نور ظاہر ہوا۔ میرے سے نور ظاہر ہوا۔ ان دلائل سے ہمارا یہ عقیدہ صاف ثابت ہوا کہ حضور ﷺ محض لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور آپ ﷺ سورۃ بشر ہیں۔ بے عیب و پاک و صاف و شفاف بشریت، آپ کا اعلیٰ وصف ہے۔ آپ ﷺ بے مثل بشر ہیں، سید البشر ہیں، افضل البشر ہیں۔

﴿نوری محمدی کا ظہور﴾

جیسا کہ ہم نے اپنا عقیدہ لکھا کہ حضور ﷺ کی اولیت نور ہے اور دنیا میں بشریت کے لباس مبارک میں جلوہ گر ہوئے۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی بشریت بھی اس قدر نورانی تھی اس قدر پاک و صاف تھی کہ بعض اوقات آپ ﷺ کے جسم بشریت سے بھی نور خارج ہوتا تھا۔ لیجئے دلائل حاضر ہیں۔

(۱) ”جناب عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم علیہ السلام اپنی کونڈھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو بتاؤں گی میرا پہلا امر (یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار) جناب امیر ایم علیہ السلام کی دعا تھی اور پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بیٹا رت اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام انہوں نے دیکھا ان میں سے ایک نور نکلا کی جس سے شام کے محلات ان کو نظر آئے۔“ (حوالہ جات گزر چکے)

(۲) ایک اور روایت میں ”انہ خرج منها نور اضاءت لها منه قصور الشام۔ نبی ﷺ کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”ان میں سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔“ (حوالہ جات گزر چکے) یہ جو نور (بشریت کی شکل میں) خارج ہوا یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تو تھا۔ لیکن اس نور نے آپ ﷺ کے جسم بشریت کو بھی اس قدر نورانی کر دیا تھا کہ اس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا تھا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ”حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ڈال دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے رعبوں سے منقش کرنا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا (خارج کیا) جو زنا پر کبھی نہیں ملے۔ (یعنی زنا کبھی نہیں کیا)۔ شفاء شریف قاضی عیاض۔ اور صحیح بخاری شریف کے حوالے سے اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیث سے ثابت ہوا کہ جو نور خارج ہوا وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تھا کیونکہ خود نبی پاک ﷺ نے فرما دیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے والدین سے خارج کیا۔

ابن کثیر کا بیان ہے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رات شریفہ بلند قدمیں حضور ﷺ کو جتا تو حضور ﷺ (فظهر له من الانوار الحسية والعنوية) کے نور حسیہ (دکھائی دینے والا نور) اور مضمونیہ (ہدایت و علم والا نور) اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخبار کے نزدیک اس کی احادیث و اخبار گواہی دیتی ہیں (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۱۹)۔

﴿علماء محدثین مفسرین و اکابرین امت کا عقیدہ نورانیت﴾

پہلے حضرت سیدنا غوث الاعظم جیلانی جو علماء دیوبند و اہلحدیث کے ہاں بھی بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک بھی آپ ﷺ بہت بڑے ولی اللہ تھے، یہی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ و شریف پیش کرتے ہوئے عقیدہ و نور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ”اللهم صل على سيدنا محمد بن السابق للخلق نوره ورحمة للعالمين ظهوره“ (افضل الصلوات صفحہ ۸۲ طبع شدہ مصر علامہ یوسف بھائی) علامہ قاضی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی وضاحت اور مذکورہ جملے کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ”ولا شك ان كل مخلوق فالسابق له نور النبی ﷺ اول ما خلق نوری ومن نوری خلق كل شيء“ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا نور تمام مخلوق سے پہلے ہے اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا گیا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا کی گئی (مطالع السمرات شرح دلائل الخیرات ۱۳۹)

نوٹ: مولوی امیر ایم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اہلحدیث تھے (تاریخ اہلحدیث ۱۶۵) ایک جگہ لکھتے ہیں شیخ عبدالقادر ”جو اہل حدیث اور مقلدین میں ہمہ المسلم ہیں (تاریخ اہل حدیث ۱۶۳) اسی طرح غیر مقلد اہلحدیث حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں ”سید عبدالقادر جیلانی اصل اہلحدیث تھے شاہ ولی اللہ نے ان کو محقق اہل سنت شمار کیا آپ ﷺ مشائخ کے سردار اور اولیاء اللہ کے سرکردہ ہیں (فتاویٰ اہلحدیث ۵۰، ۴۱)۔

اسی طرح علامہ یونہد کے ہاں بھی غوث اعظم عجب بزرگوں اور اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں جیسا کہ اشرف علی تھانوی نے آپ کی کئی کرامات بھی اپنی کتب میں لکھی ہیں (جمال اولیاء ص ۱۲۷ الاقاضاء الیومیہ وغیرہما)

مزید یہ کہ ہم نے یہ حوالہ علامہ یوسف بھائی کی کتاب سے دیا اور علامہ یوسف بھائی مستند و مقتدر علماء میں سے ہیں بلکہ تھانوی صاحب نے انہی کی کتاب جامع کرامات الاولیاء عربی کا ترجمہ اردو میں کتاب "جمال اولیاء" کے نام سے کیا۔ لہذا کسی بھی دیوبندی کو انکار کی جرات نہ ہونی چاہیے۔

جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی اپنی کتاب "انفاس زمیہ" میں فرماتے ہیں "اول ما خلق اللہ نوری و خلق اللہ نوری" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو پیدا کیا میرے نور سے۔ (صفحہ ۱۲)

شیخ سعدی نے اپنی مشہور و معروف کتاب "بوستان" میں سید الانبیاء کے نور سے جملہ انوار کے ن ہور پذیر کا تذکرہ مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے "کلمے کہ چرخ فلک طوراً و ست ہر نور ہا پر تو نوراً و ست" آپ و حکیم ہیں کہ چرخ آسمان آپ کا طور ہے اور تمام نور آپ کے نور کے نکلے ہیں" (بوستان)

علامہ عبد الرحمن جامی آپ کی تخلیق کے مقدم ہونے کے مضمون کو ان اشعار میں بیان فرماتے ہیں

صلی اللہ علی نور کز دشت نور ہا پیدا زمیں در حب اوسا کن فلک در عشق اوشیدا" (کلیات جامی)

علامہ محدث امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ "اور تحقیق نبی کریم سے دریافت کیا گیا کہ عالم میں سب سے پہلے کون سا وجود پیدا کیا گیا تو فرمایا "اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق جمیع الکائنات" (السیلا والنبوی ۲۲)

علامہ محدث ابن جوزی و ہلند یہ محدث ہیں جنکی علمیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علامہ ذہبی فرماتے ہیں "محدث ابن جوزی کا علم قرآن تفسیر ایک عظیم مقام رکھے تھے اور فن حدیث میں حفاظ میں سے تھے انکی تصانیف اتنی کثیر ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جسی تصانیف کسی اور کی ہوں۔ (مزید دیکھئے طبقات ابن رجب حافظ ابن و بیہقی)

علامہ حضرت علامہ جلال الدین رومی شریف میں فرماتے ہیں جسے علامہ حسین الدین واعظ کا شفی مصنف تفسیر حسینی اپنی تفسیر حسینی فارسی ۱۲۰ میں بطور حوالہ پیش کرتے ہیں "نور اوٹوں اصل موجودات بود ذات اوچوں معنی ہر ذات بود" حضور کا نور جبکہ تمام کائنات کی اصل تھی لہذا آپ کی ذات باریکات کائنات کی ہر ذات کو ہر چیز عطا کرنے والی تھی۔

علامہ جلال الدین رومی شریف نے اپنی تصنیف دقائق الاخبار میں ابتدائی "باب فی تخلق نور محمدی" سے کی ہے۔ اور اسی "دقائق الاخبار صفحہ ۱۰" پر فرماتے ہیں "جب اللہ تعالیٰ نے ان کی پیدائش کو مکمل کر دیا تو ان میں روح پھونکی اور انہیں اہل جنت کے لباس میں سے لباس پہنایا "و نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یلمع فی جہنہ کا القمر لیلۃ البدرہ" اور حضرت محمد کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (صفحہ ۱۰)

علامہ شہاب الدین خاکی علیہ الرحمۃ شفاء شریف کی شرح میں لکھتے ہیں "نبی کریم کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک حضور کے تمام آباء و اجداد کی پیشانیوں میں تھا۔ "وہو نور حسی کا القمر فی اللیلۃ الظلماء" آپ کا نور مبارک حسی ہے جیسے سبوتا ریک چاند" (شرح شفاء

(۱۱/۱)

علامہ شیخ ابوالسویب ثاقلی علیہ الرحمۃ "مفضل الصلوات" میں نور محمدی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "یا میلنا یا رسول اللہ انت المقصود من الوجود وانت نور الذی ملأ اشراف الارضین والسموات" اے ہمارے سردار اے اللہ کے رسول آپ کا وجود کائنات کا مقصود ہے اور آپ وہ نور ہیں جس سے زمین و آسمان بھرے ہوئے ہیں۔ (مفضل الصلوات ۱۱)

علامہ سند احمد شین علامہ سلاطین قاری نے اپنی مایہ ناز کتاب موضوعات کبیر میں فرمایا "و اما نورہ علیہ الصلوۃ والسلام فهو فی غایۃ من الظہور شرقاً و غرباً و اول ما خلق اللہ نورہ و معہ فی کتابہ نورہ" لیکن حضور کا نور شرق و غرب میں بخوبی غایت ظہور پذیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنی مقدس کتاب میں آپ کا نام نور رکھا۔ (موضوعات کبیر ۸۶)

علامہ شریف محمد بن سلیمان الجزوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہم صل علی میلنا محمد نور الانوار و سر الامداد" اے ہمارے سردار حضرت محمد پر درود بھیج جو سب انوار کے نور اور سب ہمیدوں کے ہمید ہیں (دلائل الخیرات)

علماء دیوبندی مستند و معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی اکابرین دیوبند قاسم بانقوی، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی وغیرہم دلائل الخیرات شریف

پڑھنے کا حکم فرماتے تھے (دیکھئے المصنف ۶۶ منہوم)

علامہ عربیہ رحمہ فرماتے ہیں ”ان الله تعالى خلق نور نبينا عليه السلام قبل كل شيء“ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے نور کو جملہ اشیاء سے پہلے فرمایا (عصیدۃ الشہد ۷۳)

علامہ یوسف نبھائی فرماتے ہیں کہ ”وہو نور الانوار اصل البرایا حین لا آدم ولا حواء“ اور حضور ﷺ جملہ مخلوقات کی اصل اور سب انوار کے نور ہیں جبکہ حضرت آدم اور حوا بھی نہ تھے (طیب الفراء فی مدح سید الانبیاء ۱۸)

علامہ ابو یزید داغ علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف الامریۃ میں فرماتے ہیں ”ان اول ما خلق الله تعالى نور میلنا محمد ﷺ“ تحقیق حق تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے تخلیق فرمائی وہ ہمارے سرور محمد ﷺ کا نور تھا۔ (الامریۃ جلد ۱ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر)

امام مالک کے بارے میں ہے کہ ”عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی امام مالک سے کہ وہ ہمیشہ یہ درود پڑھا کرتے تھے ”اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمایا جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے تھا۔ (مصنف عبدالرزاق ۱/۹۴)

❦ دیوبندی علماء کے حوالہ جات ❦

علامہ ربانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب بھی مسلک حق اہل سنت و جماعت کے عقیدہ و نور کی تائید ان اشعار میں کرتے ہیں۔

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ منزل ما رسا اپنی کہاں وہ نور ہند اور کہاں یہ دیدہ ہزار

اگر قرم میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور تو رات دن ہی اور آگے اس کے دن شب تار (قصائد قاسمی مطبوعہ دیوبند صفحہ ۵۱۲)

علامہ مدرسہ دیوبند کے مدرس اول مولوی محمد یعقوب نانوتوی اپنے قصیدہ ہمیدہ درخت سید الامار میں عقیدہ و نور کی تائید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

خدا نے نور کیا وہ تمہارا نورانی کہ جس کے سامنے آئے نظر ہے نور ظلام

وہ نور آپ کا تھا جو ہوئی امانت عرض ساء وارض و جبال و شجر رہے جی تمام

وہ نور غیب ہے ظاہر بشر کی صورت میں کہ جیسے ضلع سے کسر کا کیجئے اشام (بیاض یعقوبی صفحہ ۷۷ بحوالہ انوار المجد یہ صفحہ ۱۵۵)

علامہ اسی طرح دیوبندیوں کے امام ربانی قطب ممدانی مولانا رشید احمد کنگو نے بھی لکھا ہے کہ ”حق تعالیٰ اپنے حبیب کی شان میں فرماتے ہیں کہ البتہ حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی اور نور سے مراد ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ! چلو گواہ، خوشخبری دیجئے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چہاں غنا کر بھیجا ہے ضمیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ لہذا اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو اسی ذات پاک ﷺ کو یہ بات میسر نہ آتی آپ کی ذات پاک بھی تمام اولاد آدم علیہ السلام میں ہے مگر حضور ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا پاک فرمایا کہ خالص نور ہو گئے اور حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور فرمایا اور تو اتر سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے بجز نور (سوائے نور کے) تمام جسم سایہ رکھتے ہیں۔ (پھر کچھ آگے لکھتے ہیں کہ) ”ان دونوں آیتوں“ بیشک رسول اللہ ﷺ اور اس کے ساتھ روشن کرنا ہے۔ ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت کی پیروی سے ایمان اور نور حاصل ہوتا ہے اور حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور (اللہم اجعل فی قلبی نوراً والی حدیث کا مفہوم لکھا کہ) ”اے اللہ! میرے کان، میری آنکھ اور میرے دل میں نور کر دیجئے بلکہ فرمایا (فجعلنی نوراً) کہ خود مجھ کو نور کر دیجئے۔ (امداد السلوک رد و ترجمہ ارشاد السلوک صفحہ ۲۶)

علامہ دیوبندیوں کے مجدد و مفسر اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نوراً نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور (اشرف السواعظ صفحہ ۱۴، تلخ الصدور صفحہ ۲)

اشرف علی تھانوی صاحب کی ایک اور مشہور کتاب جو کے بردیوبندی کے گھر میں لازمی ہوتی ہے اور دیوبندی حضرات اکثر اپنی بیٹیوں کو جہیز میں بھی دیتے ہیں اس کتاب کا نام ”بہشتی زیور“ ہے اس کے اندر لکھتے ہیں کہ ”سب کو نیکی کی دولت آپ (ﷺ) ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیٹیوں کو آپ کے نور سے اور اس امت کی بیٹیوں کو آپ (ﷺ) کی شرع سے (بہشتی زیور، آٹھواں حصہ صفحہ ۲)

اور اس کے حاشیہ میں مثنوی نے لکھا ہے کہ ”یعنی آپ کے نور کی برکت سے کیونکہ تمام مخلوق کا وجود آپ ہی کے باعث ہوا ہے (حاشیہ بہشتی زیور، آٹھواں حصہ صفحہ ۲)

علامہ دیوبندیوں کے مشہور کافر سی مولوی حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ ”ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات! حضرات ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ و میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں

عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آنکھوں میں۔ غرضیکہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والختیہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی **لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق الله نوری و انانی الانبیاء** وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷)

ہم مولوی محمد طاہر قاسمی دیوبندی کو کہہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے پوتے ہیں واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ ”سب سے اول حق تعالیٰ نے نور عقل کو پیدا فرمایا جس کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے اس کو تمام عالم کیلئے مدبر اور چہرہ شرافت بنایا اسی لئے تمام فرشتوں کو اس کے آگے جھک جانے کا حکم ہوا۔ خدا کے بعد درجہ عقل اول حقیقت محمدیہ کا ہے، اسی لئے جس مخلوق میں یہ نور عقل نہیں جھلکتا وہ مخلوق عالم کی صفت اول میں بھی جگہ نہیں پا سکتی۔ معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے اسی لئے نور محمدی کا اول و آخر نور خدا تو ہو سکتا ہے لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جاسکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اولیت سے بھی انکار کر دیا۔ (عقائد الاسلام قاسمی صفحہ ۳۲ بحوالہ انوار المجد یہ)

ہم مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”عبداللہ کا آمنہ سے نکاح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے والدہ ماجدہ عبداللہ عبدالمطلب نہایت حسین اور خوبصورت تھیں اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوران کی حیثیت سے اس لئے کچھ طبعی طور پر زنانہ قریش کی طبیعتوں کا میلان عبداللہ کی جانب ہوتا تھا۔ (اسلام صفحہ ۲۵ جلد ۱، عاشق الہی میرٹھی)

ہم مولوی اورنس کاندھلوی دیوبندی ”عقائد الاسلام“ کتاب میں لکھتے ہیں

آفتاب شرع دریا یقین! نور عالم زہد المعالمین! اول ما خلق الله نوری

آنچہ اول قہد پدید از حبیب غیب بود نور پاک اور بے یقین ریب (عقائد الاسلام صفحہ ۷۷)

ہم قاری محمد طیب دیوبندی جو سابقہ محکم دارالمطہوم دیوبند تھے آپ لکھتے ہیں کہ ”آپ ﷺ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے بات کرتے وقت ہمیں حدیث آپ کے دانٹوں سے نور چھٹتا ہوا نظر آتا، نبی مبارک (ناک) نور کی وجہ سے بلند محسوس ہوتا۔ چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہوتا، جس حدیث ”کان الشمس تجوی فی وجہہ“ کو یا آفتاب کے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اس کی علامات و آثار ہیں (آفتاب نبوت جلد ۱ صفحہ ۳۹)

ہم علامہ عبدالحی کھنوی لکھتے ہیں کہ ”والشور نبینا ﷺ انه خلق من نور الله اوقه نور من نور الله“ ہمارے نبی مکرم کا نور اللہ عزوجل کے نور (کے فیض) سے پیدا کیا گیا ہے یا یہ کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے نور میں سے ایک نور ہیں اس کے یہ معنی نہیں جیسا کہ عام لوگوں کے افہام نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے حضور ﷺ کو ایک مٹھی بھر لے لیا اور اس طرح حضور ﷺ کے نور کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات ایک مادہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے پاک و مبرا ہے کہ وہ مادہ ہو۔ (عمدۃ الراعی شرح الوقایہ از عبدالحی کھنوی کتاب الایمان زیر الشی الی بیت حاشیہ ۵/۲۶۲ بحوالہ نور سیمین ۲۱۰)

ہم علما دیوبند کے سرور و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی ارشاد فرماتے ہیں

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور (جہاد اکبر صفحہ ۳)

چہرہ تاباں کو دکھا دو مجھے تم سے لے نور خدا فریاد ہے (نالا امداد غریب صفحہ ۲)

نور احمد سے منور ہے دو عالم و یکو دیکھتے ہو وہ خورشید کی تنور عیث (گنزار معرفت صفحہ ۷)

سب دیکھو نور محمد کا سب چہرہ ظہور محمد کا جبریل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا (نالا غریب ۲۲)

﴿ غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے حوالہ جات ﴾

حضور ﷺ کے نور ہونے کے بیان میں مجلس دارالوہب مولوی شام اللہ امرتسری ہمدانیہ غیر مقلد یہ کے مستند اور محقق مولوی قاضی سلیمان منصور پوری ہمدانی شاکانی غیر مقلد وغیرہ کی تفاسیر اور کتب کے حوالہ جات ”قد جاءکم من اللہ نور“ کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

ہم نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں ”کہا گیا ہے کہ نور محمدی کا طول ہند میں منقح مساوات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حادثہ صحیح کی رو سے نور محمدی مطلب

آدم میں وصیت تھا۔ اور ان کی بیٹائی میں روشن تھا تو واضح ہو کہ نور محمدی کی ابتدائی جلوہ افروزی ہندوستان ہے اور اس کی منہا عرب ہے۔ آپ کے طفیل ہندوستان کو کافی شرف و فضل حاصل ہوا۔ اور اس مساوات کی تقریر یہ کہ نوری محمدی نے حضرت آدم کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق کرو۔

”كانت لآدم ارض الهند منهبطا“ و فيه نور رسول الله مشغول“

یعنی زمین ہند حضرت آدم کے نزول سے شرف ہے اور اس میں رسول پاک ﷺ کا نور اقدس مشغول ہے۔ (حظیرۃ القدس صفحہ ۶۷۳)

☆ **مرکزی اہل حدیث** جمعیت کی سربراہ آوردہ شخصیت جناب ساجد میر کے دادا حضور مولوی میر امجد علی سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔ ”(حضرت عبدالمطلب) کی بیٹائی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا جس کے دیکھنے کیلئے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی بصیرت حقانی نے کی ہو (سیرت المصطفیٰ جلد ۱ ص ۶۱)“

☆ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نذیر حسین دہلوی ’قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین‘ والی آیت لکھ کر فرماتے ہیں کہ ”اس نور سے مراد ذات پاک سرور کائنات ہیں۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۳۲)“

☆ غیر مقلدین ائمہ اربعہ کے علامہ وحید الرحمن صاحب بھی نوری محمدی ﷺ کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”فصل بذا اللہ سبحانه الخلق بالنور المحمدي ثم بالماء ثم خلق العرش على الماء ثم خلق الريح ثم خلق النون والقلم واللوح ثم خلق العقل فالنور المحمدي مادة اولية لخلق السموات والارض وما فيها... الخ اصل صفحہ ۵۶۔ (ترجمہ) فصل اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلقت کی ابتداء حضرت محمد ﷺ کے نور سے فرمائی پھر پانی کو پیدا کیا پھر عرش کو پیدا کیا پھر ہوا کو پیدا کیا پھر نون والقلم و اللوح کو پیدا فرمایا پھر عقل کو پیدا فرمایا پس زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کی تخلیق کا مادہ اول حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے۔ (حدیث المحدثی مترجم صفحہ ۱۰۸)“

☆ غیر مقلدین ائمہ اربعہ اور دیوبندیوں کے امام شاہ محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں ”چنانچہ روایت ”اول ما خلق اللہ نوری“ ’نہ آں دلالت می دارد جیسے کہ روایت ”اول ما خلق اللہ نوری“ اس پر دلالت کرتی ہے۔ (یک روزہ صفحہ ۱۱)“

طوالت کے پیش نظر ان ہی حوالہ جات پر اکتفاء کیا جاتا ہے اہل ایمان کیلئے یہی کافی ہیں اور جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ان کے لئے فتر کے فتر کا کافی ہیں۔

﴿ چند اعتراضات کے جوابات ﴾

اعتراض: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ”کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم ضرور فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے“ (منہوم آیت) معلوم ہوا کہ اگر فرشتے دنیا میں ہوتے تو رسول فرشتہ ہوتا۔ لیکن دنیا میں تو بشر ہیں لہذا حضور ﷺ بھی بشر ہی ہیں۔

الجواب: یہ آیت ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ ”حقیقت محمدی یا اولیت محمدی“ کے بارے میں نور کا ہے۔ اور بشریت کے بارے میں ہمارا صاف عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ فیصل البشر بن کر تشریف لائے۔ لہذا اس آیت سے حقیقت یا اولیت محمدی کا رد یا مخالفت قطعاً نہیں ہوتی۔

پھر مخالفین کا یہاں کہ دنیا میں بشر ہیں تو رسول بشر بن کر آئے۔ اگر دنیا میں فرشتے ہوتے تو نبی بھی فرشتے کی شکل میں آتے تو ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ اس آیت کے تحت جو خود ساختہ قانون دکھایا گیا ہے اگر اس کو تسلیم کیا جائے تو پھر دنیا میں صرف بشر ہی تو نہیں ہیں بلکہ دنیا میں جنات بھی تو ہیں۔ تو پھر تمہارے کلیہ کے مطابق حضور ﷺ کو بشر اور جن ہونا بھی ماننا پڑے گا (معاذ اللہ عزوجل) لہذا اس آیت سے صرف اس چیز کا انکار ہے کہ حضور ﷺ فرشتے نہیں ہیں۔ اس سے نورانیت کا انکار ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور آپ ﷺ دنیا میں بشر کی شکل میں تشریف لائے یہ بات ہمارے عقیدے کے خلاف نہیں۔

اعتراض: قرآن پاک اور احادیث میں بار بار فرمایا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ بشر ہیں عہد ہیں انسان ہیں۔ **قل انما انا بشر مظلوم** وغیرہ وغیرہ۔ لہذا حضور ﷺ بشر ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ نور ہیں اور بشر نہیں۔

جواب: اکابرین و علماء اہل سنت نے آج دن تک حضور ﷺ کی بشریت کا ملکہ کا انکار نہیں کیا۔ لہذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ نبی حضور ﷺ کو بشر نہیں مانتے ان کے ذمہ اپنے اس بے بنیاد اور جھوٹے دعویٰ پر دلیل پیش کرنا لازمی ہے اور ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ قیامت تک کوئی ایک حوالہ بھی وہابی ہماری کتابوں سے نہیں دیکھا سکتے جس میں حضور ﷺ کی بشریت کا ملکہ کا انکار کیا گیا ہے۔ بلکہ فتویٰ رضویہ میں امام اہل سنت نے مطلقاً بشریت رسول ﷺ کے انکار کو کفر لکھا۔ بشریت رسول ﷺ پر تو سب کا اتفاق ہے۔ لہذا وہابیہ کا نوری محمدی ﷺ کے عقیدے کے رد میں بشریت رسول کی آیات کو پیش کرنا خلاف موضوع بحث کرنا ہے۔ جس کی تفصیل ہم اس کتاب کے شروع میں بیان کر چکے۔

اعتراض: قرآن میں ہے **قل انما انا بشر حطکم** اور احادیث میں آپ ﷺ کا بشر، عبد، انسان ہونا ثابت ہے تو پھر نور کا عقیدہ ان سب کے خلاف ٹھہرا۔

جواب: یہ اعتراض وہ شخص کرتا ہے جو ہم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ نور محمدی ﷺ سے واقف نہیں ہوتا۔ نورانیت کا تعلق آپ ﷺ کی حقیقت و تخلیق کے مطابق ہے۔ لہذا ایسی تمام آیات و احادیث جن میں بشریت کا ثبوت ہے وہ ہرگز ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ ہاں بشریت کی آیات و احادیث ہمارے خلاف تب ہوتیں جب ہمارا عقیدہ یہ ہوتا کہ حضور ﷺ بشر نہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا۔ بلکہ پھر بشر کہنے سے کیا حقیقت محمدی کا انکار ہو جاتا ہے۔ قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی مرتبہ بشر کی شکل میں تشریف لائے تو کیا اس سے ان کی حقیقت یعنی ملائکہ ہونے کی نفی لازم آئے گی؟ ہرگز نہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کو بشر کہنے سے حقیقت محمدی یعنی نورانیت کی کس طرح نفی ہو سکتی ہے۔ بلکہ پھر اس آیت کو وہابیہ کا پیش کرنا اپنے دعویٰ کی خلاف ورزی کرنا ہے کیونکہ بشریت رسول ﷺ کے تو ہم بھی قائل ہیں ہاں اگر ایسی آیت ہے کہ حضور ﷺ صرف بشر ہیں اور ان کی حقیقت یا تخلیق نور نہیں ہے تو وہابیہ کا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ دنیا میں کامل بشر کی شکل میں تشریف لائے لہذا یہ آیات ہمارے خلاف نہیں۔

اعتراض: تم کہتے ہو کہ حضور ﷺ ور بھی ہیں اور حاضر و ناظر بھی ہیں تو چاہیے کہ ہر جگہ روشنی و نورانیت ہو۔

جواب: یہ بھی جہاں لامتناہی اعتراض اور عقیدہ اہل سنت سے لاقطعی کا نتیجہ ہے بحر حال ہم معترضین کی عقل کے مطابق جواب پیش کرتے ہیں۔ دیکھو فرشتے خالص نوری مخلوق ہے اور ہر انسان کے ساتھ کئی فرشتے موجود رہتے ہیں مثلاً حساب کتاب لکھنے والے فرشتے ہمارے ساتھ رہتے اور ہمارا حساب کتاب لکھتے رہتے ہیں۔ تو پھر معترضین کے اصول کے مطابق تو ہر جگہ روشنی ہونی چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا تو پس ضروری نہیں کہ اگر نور ہیں تو ہر مقام و جگہ روشنی ہو جائے۔

اعتراض: یہ کیسے ممکن ہے کہ نورانیت اور بشریت جمع ہو جائے، لہذا اگر حضور ﷺ نور تھے تو بشر نہ ہوئے اور اگر بشر ہیں تو نور نہ ہوئے، اور بشریت میں نورانیت ہرگز موجود نہیں ہو سکتی۔

جواب: یہاں بھی معترضین سخت غلط فہمی کا شکار رہا۔ اور ہے کہ انسانی جسم جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اس کے اندر روح موجود ہے جو کہ نوری مخلوق ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر جلد ۱ میں فرماتے ہیں "ان الارواح البشریة من جنس الملائكة" (ارواح بشریہ ملائکہ کی جنس سے ہیں یعنی نور سے ہیں)۔ تو بشریت کے اندر نورانی روح کا موجود ہونا تو ہر ایک کیلئے ثابت ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کی ذات میں بشریت کے ساتھ نورانیت (اس سے مراد فرشتے نہیں) کا موجود ہونا کیسے ناممکن ہے؟ بلکہ فقیر عرض کرتا ہے کہ فرشتوں کے لئے بھی بشریت کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے۔

پھر قرآن میں واضح موجود ہے کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں "اما عامة البشر فلا یسهل علیہم ذالک (الاجتماع بالملائكة والتلقى منهم) بلعد ما بین الملک و بینہم فلا یبعث الیہم واتما یبعث الی خواصہم لان اللہ قلوبہم نفوسا ذکیة و ایلہم بقوی قلعة وجعل لہم جہتین جہة ملکہ بہا من الملک یستفیضون وجہة بشریة بہا علی البشر یفیضون وجعل کل البشر کلک مل بال حکمة" عام بشروں کے لئے یہ امر کھل اور آسان نہیں کہ ملائکہ (نورانیت) کے ساتھ جمع ہو سکیں اور ان سے احکام اخذ کر سکیں کیونکہ ملائکہ اور ان کے درمیان بعد بعید ہے اور مناسبت کا فقدان ہے لہذا ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث نہیں کیا جاسکتا بلکہ صرف اور صرف خواص کی طرف ان کو مبعوث فرمایا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پاکیزہ نفوس موبہت فرمائے ہیں اور قدی قوتوں کے ساتھ ان کی تائید فرمائی اور ان میں دوہری صلاحیتیں اور استعدادیں ودیعت فرمائی ہیں ایک جہت ملکی ہے جس سے احکام اور وحی کا استقاضہ کرتے ہیں اور دوسری جہت بشری ہے جس کے ذریعہ بشروں کو فیضان پہنچاتے ہیں اور تمام بشروں کو اس قسم کے قدی قوتیں عطا کرنا اور نفوس زکیہ علیہ موبہت فرمانا خلاف حکمت ہے (بخوالہ آلوسی۔ تفسیر روح المعانی)

لہذا عوام بشر پر ملائکہ کا نزول نہیں ہو سکتا اور بشری لباس میں ان کو عوام بشر کی طرف بھیج دیا جائے جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام وحیہ کلیمی یا اعرابی کی صورت میں تشریف لائے تو یہ صورت (مما لا یبغی نفعاً لاولئک الکفرۃ کما قال تعالیٰ جلہ "ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللسبنا علیہم ما یلبسون") ان معترضین کفار اور منکرین رسالت آنجناب کو نفع نہیں دے سکتی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مگر ہم عوام بشر کی طرف مبعوث ہونے والے رسول کو فرشتہ بنائیں تو اس کو ظاہری طور پر مردی بنا کر بھیجیں گے" کیونکہ فرشتہ سے براہ راست اخذ و تلقی کی ان میں صلاحیت ہی نہیں اور اس صورت میں ان کو اسی اشیاء و التباس میں مبتلا کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے اندر بشریت و نورانیت کی اجتماع ثابت ہے۔

پیش کش: **پیش کش: جلد ۲ صفحہ ۲۱۶** مطبوعہ مصر میں علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **وقد نطق القرآن بالہ النور المبین وعونہ بشر الا یا** **فیہ عماتوہم فان ہمت فہو نور علی نور فان النور هو الظاہر لنفسہ المظہر لغيرہ وتفصیلہ فی مشکوٰۃ الانوار للقرآنی۔** اور بے شک قرآن

پاک مطلق ہے کہ حضور ﷺ کا بشر ہونا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا پس اگر تو سمجھے وہ تو ایسے نور ہیں جو سب نوروں پر غالب ہیں۔ کیونکہ نور اسے کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو اس کی پوری تفصیل امام غزالی کی کتاب الانوار میں ہے۔ ”انہی“ (نیم الریاض) جلد دیکھے جگنو ایک چھوٹا سا کیڑا ہے، اس میں خون و گوشت ہونے کے باوجود نور (روشنی) بھی موجود ہے، انسان کی آنکھیں گوشت ہی کی ہیں لیکن ان میں بھی نور موجود ہے۔

اسکے علاوہ فرشتے جو خالص نوری مخلوق ہے وہ بھی باوجود نوری مخلوق ہونے کے بشریت کے لباس میں ظاہر ہوئے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہیں مرتبے بشر کی شکل میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسا کہ قرآن میں ثبوت موجود ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشر کی شکل میں تشریف لے گئے ”**رسلنا الیہا روحنا فمئل لہا بشرا سويا**“ ہم نے مریم کی طرف اپنی طرف کی روح کو بھیجا تو وہ ان کے سامنے تندرست انسان کی شکل میں حاضر ہوا۔ (القرآن) تو معلوم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام جو نوری مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں باوجود نوری مخلوق کے انسانی (بشری) شکل میں جلوہ گر ہوئے۔ اسی طرح حضرت جبرائیل جو خالص نور تھے بشر (وحید کلی) کی شکل میں کہیں مرتبے آئے۔

اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ کو کوں کے درمیان جلوہ افروز تھے ”**فلما تہ ارجل ہال ما الایمان**.....“ ایک آدمی (رجل) حاضر بارگاہ ہوا (اور سوال کیا) ایمان کیا ہے؟۔۔۔۔۔ (جب وہ چلا گیا تو) **کفال ہذا جبریل جاء یعلم الناس دینہم**۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح بخاری جلد اول باب کتاب الایمان صفحہ ۱۲۵) اسی طرح کہیں احادیث سے فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا، انسانوں کی مدد کرنا وغیرہ ثابت ہیں حالانکہ بشری لباس میں آنے کے باوجود وہ نورانیت ضائل نہیں ہو جاتی۔ لہذا جب فرشتوں (نوری مخلوق) کا بشری لباس میں آنا یعنی نورانیت و بشریت کا اجتماع ثابت اور صحیح ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کی نورانیت و بشریت کا اجتماع کا انکار ضد اور بہت دھری نہیں تو اور کیا ہے؟

اعتراض: اگر حضور ﷺ نور تھے تو نوری مخلوق کی تو شادی نہیں ہوتی اور لادنیس ہوتی حالانکہ حضور ﷺ نے شادیاں بھی کیں اور آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

جواب: اول تو آپ کو کس نے کہہ دیا ہے کہ نوری مخلوق کی شادی اور اولاد نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے حدیث شریف میں ہے کہ جنتوں کی ”زوجتان من الحور العین“ یعنی ان کی دو بیویاں حور عین سے ہوں گی۔ جن کے حسن کے باعث اور گوشت کے اندر سے جن کی پٹلیوں کا گودا نظر آئے گا۔۔۔ متفق علیہ۔ کما قال علیہ السلام (منکوۃ کتاب التفسیر جلد ۳ ص ۸۴) لہذا نوری مخلوق حوروں کا نکاح وہ بھی بشروں کے ساتھ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا عقیدہ اہل سنت و جماعت ہی سے بے خبر و جاہل ہے کیونکہ اگر اس کو معلوم ہوتا کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے تو وہ ہرگز یہ اعتراض ہی نہ کرنا سلتے کہ ہم حضور ﷺ کو صرف نور نہیں مانتے بلکہ آپ ﷺ کا افضل البشر ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں۔ ہاں معتزین کا اعتراض اس صورت قابل قبول تھا جب ہم بشریت کا انکار کرتے اور صرف نور مانتے لیکن ایسا عقیدہ ہمارا ہرگز ہرگز نہیں لہذا یہ اعتراض ہی باطل و فوٹھرا۔

اعتراض: اگر حضور نور ہوتے تو کھاتے پیتے نہ دیکھتے حضرت امیر ایم علیہ السلام کے پاس فرشتے بشری حالت میں آئے انھوں نے بھنا ہوا پھڑا پیش کیا لیکن انھوں نے نہ کھایا لہذا ثابت ہوا نور خواہ بشری لباس میں ہو وہ کھا نہیں سکتا ہی نہیں سکتا۔

جواب: سب سے پہلے تو یہ امر قابل غور ہے کہ نہ کھانے اور نہ پینے سے نہ کھا سکتا اور نہ پی سکتا کیسے لازم آ سکتا ہے فعلیت الگ ہے اور امکان الگ ہے خود علماء دیوبند و اہلحدیث کے کلام میں کا ارشاد ہے کہ ”اللہ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)۔ لہذا نہ کرنے سے اس حیثیت کا انکار لازم نہیں آتا۔ دوسرا یہ کہ ہم حضور ﷺ کو کامل البشر تسلیم کرتے ہیں صرف محض نور نہیں۔ لہذا یہ اعتراض ہم پر کسی صورت عائد ہو ہی نہیں سکتا۔

تیسرا یہ کہ روح نورانی جنس ہے لیکن خود وہابیہ بھی شہداء کی ارواح (جو کہ نورانی ہوتی ہیں) کے بارے میں کہتے ہیں کہ شہادت کے بعد جنت میں پرندوں کی صورت میں ہیں جہاں چاہیں جاتی ہیں اور کھاتی پیتی ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی روایت میں بھی مذکور ہے۔ لہذا ہر نورانی جنس کے کھانے پینے کا انکار ہرگز نہیں بلکہ اگر مخالفین کے استدلال کو قبول بھی کر لیا جائے تو یہ فرشتوں کے بارے میں ہے نہ کہ کل نورانی مخلوقات کے بارے میں۔

تفصیل کیلئے تنویر البصار ۱۱ اشرف علی سیالوی کا مطالعہ کیجئے

اعتراض: اللہ عزوجل نے تین مخلوقات پیدا فرمائیں فرشتے، جن اور انسان۔ فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ لہذا نور محمدی کا ثبوت ہرگز ثابت نہیں۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے کنیں اور مخلوقات بھی پیدا فرمائیں جن کا ذکر آپ کی پیش کردہ روایت میں موجود نہیں۔ مثلاً حوریں جو نوری مخلوق ہیں اس کا ذکر بھی نہیں اسی طرح روح کو بھی پیدا فرمایا حالانکہ اس کا بھی ذکر نہیں تو کیا ان کا بھی انکار کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں تو پھر نور محمدیؐ کا ہی انکار کیوں کرتے ہو؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ اعتراض وہی کرے گا جس کو مطالعہ احادیث کم ہے کیونکہ ہم نے صحیح حدیث جابر رضی اللہ عنہ پیش کر دی جس سے نوری محمدیؐ کا پیدا کرنا بلکہ ان سب مخلوقات سے اول ہونا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ کثیر حوالہ جات اس حدیث پاک کے گزرے لہذا ایک حدیث کو ماننا اور دوسری کی طرف توجہ ہی نہ کرنا ”کتاب کے کچھ حصہ کو مانتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں“ پر عمل ہے جو کہ بہت بڑی منافقت ہے۔

اعتراض: بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نور ہیں تو فرشتہ ہوئے کیونکہ نور ہونا اور فرشتہ ہونا ایک ہی بات ہے۔

جواب: یہ کہنا بھی سراسر جہالت ہے کہ نور ہونا اور فرشتہ ہونا ایک ہی بات ہے۔ نجد یوں کے علماء کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ نور ہونا اور چیز ہے اور کسی سے فرشتہ ہونے کی نفی کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نوری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **هو الذي جعل الشمس ضياء والقمر نورا** (اللہ ہی وہ ذات والا ہے جس نے سورج کو وضو لگن بنایا اور چاند کو نور بنایا) جیسا اسی طرح انسان کی روح بھی نورانی ہے تو کیا روح فرشتہ بن گئی؟ جنت کی حوریں بھی نورانی ہیں تو کیا وہ فرشتے بن گئیں؟ پس معلوم ہوا کہ حضورؐ کی اولیت فرشتے نہیں لیکن نور ہیں۔

﴿حرف آخر﴾

آخر میں ہم پھر وہی گزارش مخالفین سے کریں گے کہ ”بے مثل بشریت متفقہ عقیدہ ہے لہذا بشریت رسولؐ پر اختلاف ہی نہیں بلکہ بنیادی اختلاف تو آپؐ کی نورانیت کے متعلق ہے۔ لہذا جس نسبت میں اختلاف ہے منکرین کو اس موضوع و نسبت پر گفتگو کرنی چاہیے۔ لیکن آپؐ خود تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کہ آپؐ نورانیت مصطفیٰؐ پر دلائل پیش کر رہے ہو گے اور وہابیہ اختلافی موضوع نورانیت مصطفیٰؐ سے ہٹ کر بار بار نبی پاکؐ کی بشریت کی طرف بھاگے گا۔ اور نورانیت پر بحث کی بجائے اتفاقی مسئلہ یعنی بے مثل بشریت پر بحث چھیڑے گا۔ حالانکہ بشریت رسولؐ ایک اتفاقی مسئلہ ہے، اس پر کسی فریق کو اختلاف ہی نہیں۔ لہذا اس پر دلائل قائم کرنا مخالفین کا بے اصولی بحث ہیں۔

ہم اہل سنت حضورؐ کو تسلیم کرتے ہیں اور وہابی اس کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر ہمارے ذمہ آپؐ کے نور ہونے کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں اور مخالفین کے ذمہ آپؐ کے نور نہ ہونے کے دلائل پیش کرنے ہوتے ہیں جس میں نور محمدیؐ کا انکار ہو۔ وہابیہ مخالفین کے ذمہ ایسی دلیل پیش کرنا ہے کہ کسی آیت میں ہو کہ ”ما ارسلك نورا“ ہم نے آپؐ کو نور بنا کر نہیں بھیجا یا حدیث ہو کہ ”گسٹ بنو“ میں نور نہیں ہوں۔ یا کسی صحابی نے فرمایا ہو ”ما کان فیہ نورا“ ہمارے نبی نور نہیں ہیں یا کوئی ایسی دلیل ہو جس سے نورانیت مصطفیٰؐ کا انکار ہو۔ اگر ہمارے نبی بھائی اس اصول کو یاد رکھیں اور اس پر سختی سے عمل کریں تو وہابیہ یا کوئی بھی منکر ایک آیت یا حدیث پیش نہیں کر پائے گا کہ جس میں نورانیت مصطفیٰؐ کا رد ہو۔

{.....التماس.....}

اگر کتاب کے اندر کوئی لفظی، معنوی یا اخلاقی غلطی ہو گئی ہو یا کوئی بھی غیر تحقیقی بات قلم سے نکل گئی ہو تو کوئی بھی ساتھی مطلع کر سکتا ہے۔ کتاب میں پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ تمام عبارات بحوالہ لکھیں اور کسی قسم کی لفظی یا معنوی غلطی نہ ہو لیکن پھر بھی اکثر کمپوزنگ میں غلطی ہو جاتی ہے اگر کسی پڑھنے والے کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو فوراً مطلع کریں تاکہ درست کی جائے۔ کتاب کے بارے میں اصلاحی مشورے کوئی بھی بات و مسئلہ ای میل پر بھیجا جاسکتا ہے۔

Nusratulhaq@yahoo.com

Zafarulqadri@gmail.com